ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

فروری ۱۹۹۵ء

ایڈیٹر: نصر اللہ خان ناصر

احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

تبلیغ ۱۳۷۴ ہش

فروری ۱۹۹۵ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خان ناصر

پبلشر: چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

اس ماہ کے شمارہ میں

جلد نمبر ۳۶ شمارہ نمبر ۲

شرح چندہ

پاکستان چالیس روپے سالانہ

قیمت فی پرچہ چار روپے

اداریہ

نزولِ رحمت کے لیل و نہار

ربِّ کریم کی اپنے بندوں سے بے انتہا محبت کا نتیجہ ہی ہے کہ وہ ان کے لئے ایسے وسائل مہیا فرماتا ہے جس سے وہ اپنے رب کے ساتھ پختہ تعلق پیدا کریں۔ اسی غرض کیلئے اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ عبادت سے ہی بندگی کا تصوّر اُبھرتا ہے اور بندگی کے ساتھ ہی تابندگی ملتی ہے اور سیرت و اخلاق کی چمک دمک دوبالا ہوتی ہے۔

عبادات میں روزہ کی عبادت کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے اس سے نہایت اعلیٰ درجہ کی برکات وابستہ ہیں۔ روزہ تجلّیٔ قلب اور مکاشفات کا موجب ہے۔ اور اس سے زُہد و تقویٰ کا حصول ممکن ہے۔ اس طرح ایک انسان محبتِ الٰہی کی راہوں پہ رواں دواں اس منزل کو پالیتا ہے جو اس کا مقصودِ حیات ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مبارک شب و روز ایک بار پھر ہمیں نصیب ہوئے ہیں۔ قلبِ صافی پر تجلّیات کا اظہار۔ تنہائیوں میں اس کے بندوں کی جستجو اور اِنِّی قَرِیْبٌ کی محبت بھری آواز۔ پکارنے والے کی پکار اور "اُجِیْبُ" کا رُوح پرور نظارہ انہی معدود ایام کی برکتیں ہیں جس کا ہر خوش نصیب انسان وارث ہے۔

نزولِ رحمت کے یہ وہ مبارک ایّام ہیں:۔

- جس میں خدا تعالیٰ کے حُکم کے مطابق روزہ کی عبادت سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے۔
- جس مبارک مہینہ میں قرآن کریم جیسی عظیم کتاب نازل ہوئی۔
- جس کا اوّل و آخر رحمتوں اور برکتوں کا موجب ہے۔
- جس میں ایمان و احتساب کے ساتھ گزرنے والا گناہوں سے مغفرت حاصل کر لیتا ہے۔
- جس میں مومن بھوک پیاس کو برداشت کرتا ہے۔ جائز اور حلال کو بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر چھوڑتا ہے۔ حرام اور ناجائز امور اور منفی تحریکات سے بدرجہ اولیٰ بھاگتا ہے۔
- خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر روزہ رکھتا ہے۔ کوئی ریا اور دکھاوے کا پہلو اس میں نہیں ہوتا اور

اسکی جزا خود ذاتِ باری تعالیٰ ہو جاتی ہے۔ یعنی اسے لقائے الٰہی نصیب ہوتی ہے۔

- جس میں صدقات و خیرات کی کثرت، بارش کا نظارہ پیش کرتی ہے۔ اور مخلوقِ خدا کا دُکھ سُکھ بانٹا جاتا ہے۔
- جس کے دن اور رات ذکرِ الٰہی تسبیح و تحمید اور قیام و سجود میں گزرتے ہیں۔
- اور جس میں اس قدر نیک عملوں کی توفیق ملتی ہے۔ کہ جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ہر گھر ہر گلی کوچہ اور بستی جنّت کا منظر پیش کرتے ہیں۔ اور منفی تحریکات کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ شیطانی حربے ناکام ہو جاتے ہیں۔ گویا یوں معلوم ہوتا ہے کہ شیطان اور اس کے چیلے چانٹے زنجیروں میں جکڑ دئے گئے۔ اس طرح دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔

ماہِ صیام کی یہ وہ روحانی بہار ہے جس میں فرد اور معاشرہ ایک انقلاب آفریں حقیقت سے روشناس ہو جاتا ہے۔ مومن اپنے اندر ایک نئی رُوح سے اخلاقی اور رُوحانی تبدیلی پاتا ہے۔ اور پھر سب سے بڑھ کر عشّاق گفتار و دیدار کی تڑپ میں "عِبَادِیْ" کے لقب سے معنون ہوتے ہیں۔ یہاں عبادت کرنے والے بندے مراد ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میرے بندے جو میری عبادت کرتے ہیں اگر وہ میرے متعلق سوال کریں تو مَیں قریب ہوں۔ ان کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ لیکن وہ میری باتوں کا جواب دیں۔ اور مجھ پہ ہی ایمان و ایقان رکھیں تو یقیناً وہ رُشد و ہدایت کی منزل پائیں گے۔

پس یہ مبارک دن آئے اور اب گزر رہے ہیں۔ جو قیمتی گھڑیاں گزر گئیں وہ لوٹ کر نہیں آتیں۔ ہم ان برکتوں والے ایام میں داخل ہیں۔ کوئی بھی ان برکتوں سے محروم نہیں رہ سکتا۔ خواہ مریض ہو یا مسافر۔ بچّہ ہو یا ناپختہ ذہن۔ کیونکہ وہ جو خدا تعالےٰ کی اجازت سے مستثنیٰ ہے وہ لغویات سے تو رُک سکتا ہے۔ عبادات کے لئے اُٹھ سکتا ہے۔ دعا کے لئے سجدہ ریز ہو سکتا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی جو اس رمضان سے گزرے وہ برکتوں اور رحمتوں سے اپنے دامن کو بھر لے۔ اور کسی طرح بھی اس کا خالی دامن یہ نہ پکارے۔

ع اب کے بھی دن بہار کے یُونہی گزر گئے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم پر رمضان المبارک کی برکتیں نازل کرے۔ اور یہ رُوحانی بہار دائمی بہار بن جائے۔ آمین

امام الکلام

پیشگوئی مصلح موعود۔ "رحمت کا نشان"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کو پیشگوئی مصلح موعود شائع فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں:

"خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے جلّ شانہٗ و عزّ اسمہٗ نے اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا:۔
میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفّر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ... کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اس کے رسول پاک محمد مصطفیٰ ؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ہے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک ذکی غلام تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عمانوائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدّس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ و عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح القدس کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اسکے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(اشتہار ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغِ رسالت جلد اوّل)

کلام الامام

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق مصلح موعود کا ظہور

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی "مصلح موعود"..... فرماتے ہیں :-

"وہ خدا جس نے..... مسیح موعود مہدی معہود کو بتایا تھا کہ وہ ان کی ذرّیت سے ۱۸۸۴ء سے لے کر نو سال کے اندر ایک لڑکا پیدا کرے گا جو خدا کے فضل اور رحم سے جلد جلد ترقّی کرے گا اور دنیا کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور (دین حق) کو دنیا میں پھیلا کر اسیروں کی رستگاری اور مُردوں کے احیاء کا موجب ہوگا اسکی بات پوری ہوئی اور اُس کا کلمہ اونچا رہا۔ ہر روز جو طلوع ہوتا تھا وہ میری کامیابی کے سامانوں کو ساتھ لاتا تھا اور ہر روز جو غروب ہوتا تھا وہ میرے دشمنوں کے تنزّل کے اسباب چھوڑ جاتا تھا۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو میرے ذریعہ سے دُنیا بھر میں پھیلا دیا اور قدم قدم پر خدا تعالیٰ نے میری راہنمائی کی اور بیسیوں موقعوں پر اپنے تازہ کلام سے مجھے مشرف فرمایا۔ یہاں تک کہ ایک دن اس نے مجھ پر یہ ظاہر کر دیا کہ مَیں ہی وہ موعود فرزند ہوں جس کی خبر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۸۸۴ء میں میری پیدائش سے پانچ سال پہلے دی تھی۔ اس وقت سے خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد اور بھی زیادہ زور پکڑ گئی اور آج دنیا کے ہر برّاعظم پر احمدی مشنری (دین حق) کی لڑائیاں لڑ رہے ہیں۔ ..... ہمارے ذریعہ سے پھر قرآنی حکومت کا جھنڈا اونچا کیا جا رہا ہے اور خدا تعالیٰ کے کلاموں اور الہاموں سے یقین اور ایمان حاصل کرتے ہوئے ہم دنیا کے سامنے پھر قرآنی فضیلت کو پیش کر رہے ہیں ..... قرآن کی حکومت دوبارہ قائم کی جائے گی پھر دنیا اپنے ہاتھوں کے بنائے بُتوں یا انسانوں کی پُوجا چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرنے لگے گی۔ اور باوجود اس کے کہ دُنیا کی حالت اس قرآنی تعلیم کو قبول کرنے کے خلاف ہے (دین حق) کی حکومت پھر قائم کر دی جائے گی۔ ایسی طرح کہ پھر اسکی جڑوں کا ہلانا انسان کیلئے ناممکن ہو جائے گا۔ اس شیطان کے برباد کردہ دنیا کے جنگل میں خدا نے پھر ایک بیج بویا ہے۔ مَیں ایک ہوشیار کرنے والے کی صورت میں دُنیا کو ہوشیار کرتا ہوں کہ یہ بیج بڑھے گا، ترقی کرے گا پھیلے گا اور پھلے گا اور وہ روحیں جو بلند پروازی کا اشتیاق رکھتی ہیں، جن کے دلوں میں مخفی گو شود، میں خدا تعالیٰ کے ساتھ ملنے کی تڑپ ہے وہ ایک دن اپنی مادی خوابوں سے بیدار ہوں گی اور بے تاب ہو کر اس درخت کی ٹہنیوں پر بیٹھنے کیلئے دوڑیں گی تب اس دنیا کے فساد دُور ہو جائیں گے اسکی تکلیفیں مٹا دی جائیں گی۔ خدا تعالیٰ کی بادشاہت پھر اس دنیا میں قائم کر دی جائے گی اور پھر اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کیلئے سب سے قیمتی متاع قرار پائے گی۔"

(دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ ۳۲۳-۳۲۴)

عربی منظوم کلام

وَفِیْھَا شِفَاءٌ لِّلَّذِیْ یَتَدَبَّرُ

اور ان آیتوں میں فکر کرنے والوں کیلئے شفا ہے

وَوَاللّٰہِ فِی الْقُرْاٰنِ کُلُّ حَقِیْقَۃٍ ∴ وَاٰیَاتُہٗ مَقْطُوْعَۃٌ لَا تَغَیَّرُ
اور بخدا! قرآن شریف میں ہر ایک حقیقت ہے۔ اور اس کی آیتیں قطعی ہیں جو بدلتی نہیں

مَعِیْنٌ مَّعِیْنُ الْخُلْدِ نُوْرُ مُعِیْنِنَا ∴ ھُدَاہُ نَمِیْرُ الْمَاءِ لَا یَتَکَدَّرُ
وہ صاف پانی ہے، بہشت کا پانی، ہمارے خدا کا نور۔ ہدایت اُس کی صاف زلال ہے، مکدّر نہیں

اَرٰی اٰیَہٗ کَالْغِیْدِ جَاءَتْ مِنَ السَّمَاءِ ∴ وَفِیْھَا شِفَاءٌ لِّلَّذِیْ یَتَدَبَّرُ
اُس کی آیتیں حسین ہیں جو آسمان سے اُتریں۔ اور ان آیتوں میں فکر کرنے والوں کیلئے شفا ہے

وَیُصْبِیْ قُلُوْبَ النَّاسِ بِالنُّوْرِ وَالْھُدٰی ∴ وَیُرْوِی الْعِطَاشَ بِالْمَعِیْنِ وَیَظْئَرُ
اور لوگوں کے دل اپنے نور کے ساتھ کھینچ رہا ہے۔ اور پیاسوں کو صاف پانی سے سیراب کر رہا ہے اور دائیوں کی طرح دودھ پلاتا ہے

وَقَدْ کَانَ صُحُفٌ قَبْلَہٗ مِثْلَ خَادِجٍ ∴ فَجَاءَ لِتَکْمِیْلِ الْوَرٰی لِیُغَزِّرُ
اور اس سے پہلی کتابیں، اُس اونٹنی کی طرح تھیں جو قبل از ولادت بچہ دیتی ہے پس قرآن لوگوں کے کامل کرنے کیلئے آیا تا ایک بار ہی تمام دودھ دے جاوے

بِلَیْلٍ کَمَوْجِ الْبَحْرِ اَرْخٰی سُدُوْلَہٗ ∴ تَجَلّٰی وَاَدْرٰی کُلَّ مَنْ کَانَ یُبْصِرُ
ایسی رات میں آیا جو سمندر کی موج کی طرح اپنی چادر پھیلائے تھی سو اُس نے آکر زمانہ کو روشن کر دیا اور ہر ایک جو دیکھ سکتا تھا اس کو دکھا دیا

اَیَا اَیُّھَا الْمُغْوِیْ اَتُنْکِرُ شَاْنَہٗ ∴ وَمَا فِیْ یَدَیْنَا غَیْرُہٗ یَا مُزَوِّرُ
اے گمراہ کرنے والے! کیا تو قرآن کی شان سے انکار کرتا ہے۔ اور بجز قرآن ہمارے ہاتھ میں کیا ہے؟ (اے جھوٹ گھڑنے والے!)

فارسی منظوم کلام

وحیِ فرقاں مُردگاں را جاں دہد

(قرآن کی وحی مُردوں میں جان ڈالتی ہے)

ہست فُرقاں آفتابِ علم و دیں | تا بَرَندت از گماں سوئے یقیں

قرآن مجید علم اور دین کا سورج ہے اور وہ تجھے شک سے یقین کی طرف لے جائے گا

ہست فُرقاں از خدا حبل المتین | تا کشندت سوئے ربّ العٰلمین

قرآن خدا کی مضبوط رسی ہے اور وہ تجھے ربّ العالمین کی طرف کھینچ کر لے جائے گی

ہست فُرقاں روزِ روشن از خدا | تا دِہندت روشنیٔ دیدہ ہا

قرآن خدا کی طرف سے ایک روشن دن ہے تاکہ تجھے (روحانی) آنکھوں کی روشنی بخشے

حق فرستاد ایں کلام بے مثال | تا رسی در حضرتِ قدس و جلال

خدا نے اس بے نظیر کلام کو اس لئے بھیجا ہے تاکہ تُو اس پاک اور ذوالجلال کی درگاہ میں پہنچ جائے

دارُوئے شک ست الہامِ خدا | کاں نماید قدرتِ تام خدا

خدا تعالیٰ کا الہام شک کی دَوا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی کامل قدرت کو ظاہر کرتا ہے

وحیٔ فرقاں مُردگاں را جاں دہد | صد خبر از کوچۂ عرفاں دہد

قرآن کی وحی مُردوں میں جان ڈالتی ہے اور معرفتِ الٰہی کی سینکڑوں باتیں بتاتی ہے

از یقیں ہا می نماید عالَمے | کاں نہ بیند کس بصد عالَم ہمے

اور یقینی علوم کا ایسا جہان دکھاتی ہے جو کوئی سو جہانوں میں بھی نہیں دیکھ سکتا

(براہین احمدیہ حصہ سوم روحانی خزائن جلد اصفحہ ۱۶۰)

درس الحدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اہم بشارت

"عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ ......"

(مشکوٰۃ کتاب الفتن۔ الفصل الثالث باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم (مسیح موعود) علیہ السلام کا ایک خاص خطّۂ زمین پر نزول (ظہور) ہوگا۔ پھر وہ شادی کریگا اور اسکے ہاں اولاد ہوگی۔

اس حدیث میں مسیح موعودؑ کے آخری زمانہ میں ظہور کی خوشخبری دی گئی ہے اور یہ بھی اہم بشارت دی گئی کہ مسیح موعود اس بعثت میں شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے خاص اور برگزیدہ بندوں کے بارہ میں جب انکی کے بعض خاص واقعات کا ذکر کیا جائے تو اس میں کوئی خاص حکمت اور سِرّ پایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فَیَتَزَوَّجُ کا جو ذکر فرمایا تو اس شادی کی غیر معمولی برکتوں کی طرف اشارہ کیا ہے اور پھر یُوْلَدُ لَہٗ فرما کر غیر معمولی عظمت کی حامل مبارک اور مبشر اولاد کا ذکر فرمایا اور اس بشارت سے غرض یہ تھی کہ جو مسیح موعود کی آمد کے مقاصد عالیہ ہیں ان میں یہ "مبارک شادی" اور "مبشر اولاد" ممد و معاون ثابت ہوگی۔ اور غلبۂ دین حق میں وہ اپنے مقدس باپ مسیح موعود کے ساتھ حصہ دار ہوگی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں اپنے روحانی فرزند "مہدی معہود" کے ظہور کی خبر دی اور دین کی عظمت کیلئے "ابناء فارس" کا ذکر "رِجَالٌ" کے لفظ میں فرمادیا۔ اور جب یہ امر واقعہ ہے کہ "مسیح موعود" اور "مہدی معہود" ایک ہی مبارک وجود کے دو نام ہیں تو مسیح موعود کیلئے بشارت یُوْلَدُ لَہٗ اور مہدی معہود کے ساتھ "رِجَالٌ مِّنْ ھٰٓؤُلَآءِ" کی خبر سے اس پیشگوئی کی ایک خاص شان نظر آتی ہے۔ سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام حدیث میں مذکورہ اس بشارت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"فَفِیْ ھٰذَا اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّ اللّٰہَ یُعْطِیْہِ وَلَدًا صَالِحًا یُّشَابِہُ اَبَاہُ۔"	(آئینہ کمالات اسلام حاشیہ ص ۵۷۸)

یعنی اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک صالح بیٹا دے گا جو اپنے باپ سے مشابہ ہوگا۔

یہ آسمانی بشارت حضرت اقدس مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ذریعہ سے ظاہر ہوئی۔ الٰہی منشاء کے مطابق آپ کی شادی خاندان سادات میں ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبشر اولاد کی خبر دی۔ خاص طور پر اس پسر موعود کی جسے مصلح موعود کا نام دیا گیا۔ حضرت اقدس نے ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کو سبز اشتہار میں اس نشانِ رحمت کا ذکر فرمایا اور ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو اس مبارک وجود کا ظہور ہوا۔

پیشگوئی مصلح موعود کا مہتم بالشان ظہور

پیشگوئی میں بنیادی صفت نور ہی بتائی گئی ہے باقی خواص اسکے گرد گھومتے ہیں

۱۹۶۵ء کے سالانہ جلسہ کے اختتامی اجلاس سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نور اللہ مرقدہٗ کے روح پرور خطاب سے ایک حصہ

آپ نے فرمایا:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مصلح موعود ..... کی ولادت پر جو اشتہار دیا اس میں یہ لکھا کہ کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی کہ نو سال کی معیاد میں جس مصلح موعود نے پیدا ہونا تھا آیا وہ یہی لڑکا ہے یا کوئی اور ہے۔ چنانچہ جب ..... یہ انکشاف ہو گیا تو ..... (آپ) نے "سراج منیر" میں اس کا اعلان فرما دیا کہ یہی لڑکا مصلح موعود ہے۔

○ (آپ نے) بتایا کہ اس پیشگوئی میں مصلح موعود کی بنیادی صفت نور بتائی گئی ہے۔ باقی تمام خواص اس کے گرد گھومتے ہیں اور گذشتہ باون برس میں ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ انوار الٰہی بارش کی طرح (آپ) کے مقدس وجود کے ذریعے نازل ہوتے رہے۔ ہم نے آپ کی ہر حرکت اور سکون میں خدا تعالیٰ کا نور دیکھا۔ آپ کے ذریعے بہت سے اخبار غیبیہ ظاہر ہوئے۔ روحانی علوم و معارف کا اظہار ہوا۔ آپ کے اخلاقِ فاضلہ سے اور آپ کے فیضِ محبت سے ہم نے بہت سی روحانی برکات حاصل کیں غرضیکہ خدا تعالیٰ شاہد ہے کہ ہم سے رخصت ہونے والا ہمارا آقا اور محبوب واقعی الٰہی نوروں میں سے ایک نور تھا جو ۱۴۔ مارچ ۱۴ء کو ہمارے اُفق پر طلوع ہوا۔ اور ۸۔ نومبر ۶۵ء کی صبح کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔

○ پیشگوئی مصلح موعود میں دوسری اہم بات یہ بتائی گئی تھی کہ

"وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

یہ اس لئے کہ "تا دین ..... کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔"

سو ہم میں سے ہزاروں اور لاکھوں نے خود مشاہدہ کیا کہ قرآن کریم کی سچی متابعت کے فیض سے علم الٰہی کے عجیب و غریب نکات و معارف آپ پر کھلنے لگے۔ اور دقیق معارف ابر نیساں کے

رنگ میں برسنے لگے۔

تفسیر کبیر اور دیگر کتب تفسیر میں آپ نے جو اچھوتے علوم و معارف بیان فرمائے وہ اپنی کمیت اور کیفیت میں ایسے کامل مرتبہ پر واقع ہیں جو یقیناً خارق عادت ہیں۔ اور جن کا مقابلہ کرنا کسی کے لئے ممکن نہیں۔ آپ کو (دین) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے جو توتیں بخشی گئی تھیں ان کو دنیا پر ثابت کرنے کے لئے آپ نے متعدد بار للکارا مگر کوئی نہ تھا جو آپ کے مقابلہ پر آنے کی جرأت کرتا۔

..... حضرت مصلح موعود نے قرآن مجید کی تفسیر کے طور پر جو تالیفات فرمائیں وہ کم و بیش آٹھ دس ہزار صفحات پر مشتمل ہیں۔ اس کے علاوہ (آپ) نے روحانیت۔ اخلاق۔ سیرۃ اور سوانح فقہ۔ سیاسیات اور احمدیت کے مخصوص مسائل پر جو کتب و رسائل تحریر فرمائے ان کی میزان ۲۲۵ سے بھی تجاوز کر جاتی ہے۔ پھر کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے دنیا کی مشہور زبانوں میں قرآن پاک کے تراجم بھی ضروری تھے۔ سو اس کی طرف بھی آپ نے خاص توجہ فرمائی چنانچہ انگریزی ترجمہ و تفسیر کے علاوہ جرمن اور ڈچ زبان میں بھی قرآن کریم کے ترجمے شائع کئے۔ ڈینش زبان میں سات پاروں کا ترجمہ معہ مختصر تفسیری نوٹ شائع ہو چکا ہے۔ مشرقی افریقہ کی سواحلی زبان میں بھی ترجمہ معہ تفسیر شائع ہو چکا ہے۔ یوگنڈی زبان میں پہلے پانچ پاروں کا ترجمہ مع تفسیری نوٹ شائع ہوا ہے۔ مغربی افریقہ کے لئے بھی پہلے پارہ کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ فرانسیسی۔ ہسپانوی۔ اٹیلین۔ روسی اور پرتگیزی زبانوں میں بھی تراجم تیار ہو چکے ہیں اور ان پر نظر ثانی ہو رہی ہے۔ انڈونیشین زبان میں بھی دس پاروں کا ترجمہ مع مختصر تفسیری نوٹ مکمل ہو چکا ہے۔

○ پھر (آپ) نے دنیا بھر میں (بیوت) تعمیر کرنے کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ چنانچہ دنیا کے متعدد ممالک میں جن میں یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ اور ایشیا کے مختلف ممالک شامل ہیں۔ اس وقت تک ۲۸۹ (بیوت) تعمیر ہو چکی ہیں اور متعدد دیگر ممالک میں بھی (بیوت) زیر تعمیر ہیں۔

اس وقت تک جن ممالک میں احمدی مبلغین کے ذریعے (دین حق) کا پیغام پہنچ چکا ہے۔ انکی مجموعی تعداد ۴۱ ہے اور ان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی مخلص احمدی جماعتیں موجود ہیں۔ جو ہر رنگ میں روحانی نعمتوں سے مالا مال ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت میں سرشار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور

انہیں سچی خوابوں سے مشرف کیا جاتا ہے۔

○ پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ:۔

"ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔"

قرآنی محاورہ میں روح اس کلام الٰہی کو بھی کہتے ہیں جو اُخروی حیات کا سبب اور ذریعہ ہے اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ یہ مرتبۂ عالیہ بھی حضرت مصلح موعود..... کو حاصل ہوا۔ چنانچہ سرسری تحقیق سے جو علم حاصل ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ (آپ) کی رؤیائے صالحہ اور کشوف کی مجموعی تعداد کم و بیش پانچ صد ہے اور الہامات کی تعداد ۸۸ ہے۔

○ پھر اللہ تعالیٰ نے مُصلح موعود کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ مردِ مومن کا عزم توکّل کی بنیادوں پر بلند ہوتا ہے اور خدا شاہد ہے اور ہم سب اس کے گواہ ہیں کہ ہمارا محبوب توکّل کے بھی بلند مقام پر فائز تھا۔ نامساعد حالات میں بھی ایسی خوشحالی سے دن گذارے کہ گویا ان کے پاس ہزار ہا خزائن موجود ہیں۔ تنگی کی حالت میں بھی بکمال کشادہ دلی اپنے مولا کریم پر بھروسہ رکھا۔ ایثار آپ کا مشرب تھا اور خدمتِ خلق آپکی عادت تھی۔ ہزار ہا غرباء کو سہارا دیا۔ یتیموں کی پرورش کی۔ بے سہارا طلباء کو تعلیم دلوائی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اگر سارا جہان بھی آپ کا عیال ہوتا تب بھی آپ کے دل میں کوئی انقباض پیدا نہ ہوتا۔ خدا خود آپ کے کاموں کا کارساز اور آپ کا متولّی تھا۔ جیسا کہ ۵۳ء میں ہم نے اپنی آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا جب آپ مسند..... پر رونق افروز ہوئے تو جماعت کے اکابر کا ایک حصّہ ساتھ چھوڑ چکا تھا اور خزانہ خالی تھا۔ مگر آپ کا دل ایک لمحہ کیلئے بھی نہ گھبرایا۔ اور جب آپ اپنے مولا کو پیارے ہوئے تو دنیا کے طول و عرض میں لاکھوں دل آپ کی یاد میں تڑپے۔ لاکھوں روحیں آپ کی بلندیٔ درجات کے لئے دعائیں کرتی ہوئی اپنے رب کے حضور جُھکیں اور اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے آپ ایک بھرا ہوا خزانہ اور ایثار پیشہ قوم چھوڑ گئے۔ ربوہ کی اس سرزمین کا ذرہ ذرہ جسے آپ نے اپنے آنسوؤں اور اپنے خون سے سینچا آپ کی اولوالعزمی پر گواہ ہے۔

○ پھر خدا نے فرمایا تھا کہ: "وہ دل کا حلیم ہوگا"

یعنی وہ صفاتِ باری کا مظہر ہوگا اور تمام صفاتِ حسنہ سے متصّف ہوگا۔ اور ہم میں سے ہزاروں اس بات پر گواہ ہیں کہ ہمارا آقا اور ہمارا محبوب مصلح موعود اسی زمرۂ ابرار میں شامل تھا۔

(روزنامہ الفضل ۲۴۔ فروری ۱۹۶۶ء)

بیادسیدنا حضرت فضل عمر

اے جانے والے تُو مری آنکھوں کا نُور تھا
پیارے حبیب تُو مرے دِل کا سرُور تھا

رحمت کا تُو نشان قُربت کا تو سبب
جو تجھ سے دُور تھا وہ خدا سے بھی دُور تھا

ہر لحظہ تُو مظفر و منصور ہی رہا
میدانِ کارزار میں تیرا ظہور تھا

رہتی تھی ہم پہ تیری نظر عُسر و یُسر میں
ہر اک نظر میں لُطفِ شرابِ طہُور تھا

تھا اَوجِ اِضطرار نومبر کی آٹھ کو ۸-۱۱-۶۵
کُوچے میں تیرے گویا کہ یومِ نشور تھا

تجھ پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں بے شمار
تُو خود نشانِ رحمتِ ربِّ غفور تھا

شبّیر تیرے دَرد کی ہے بس یہی دَوا
"ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا"

چوہدری شبّیر احمد

روزہ اور اُس کا فلسفہ

۲

محترم ظہیر احمد خان صاحب - دارالافتاء ربوہ

روزہ کی عبادت میں نہائت اعلیٰ درجہ کی حکمتیں ہیں ۔ یہ انسان کی جسمانی اخلاقی اور روحانی نشوونما کے لئے ایک مفید لائحہ عمل کی حامل عبادت ہے ۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں روزہ کی برکات اور افادیت کا ذکر کیا جاچکا ہے ۔ اسی طرح حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ یہ مہینہ تنویر قلب کا موجب ہے ۔ تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے ۔ اب آئمہ جماعت احمدیہ کے ارشادات کی روشنی میں روزہ کی افادیت اور فلسفہ و حکمت پر چند اہم امور درج ذیل ہیں ۔

ہر چیز کے ظاہری حُسن کے ساتھ اس کا باطنی حُسن بھی موجود ہوتا ہے ۔ اسی طرح روزہ کے ظاہری فوائد اور مقاصد کے ساتھ اس کے باطنی فوائد اور اغراض پوشیدہ ہیں ۔ اور یہ باطنی مقاصد دراصل روزہ کا فلسفہ حقیقت اور اس کی رُوح ہیں ۔ ان کا حصول انسان کو تقویٰ کے اعلیٰ مقامات کی طرف لے جاتا ہے ۔ سیدنا حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل ..... روزہ کی حقیقت اور اس کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"روزہ کی حقیقت کہ اس سے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے اور انسان متقی بن جاتا ہے ۔ اس سے پیشتر کے رکوع میں رمضان شریف کے متعلق یہ بات مذکور ہے کہ انسان کو جو ضرورتیں پیش آتی ہیں ان میں سے بعض تو شخصی ہوتی ہیں اور بعض نوعی اور بقائے نسل کی شخصی ضرورتوں میں جیسے کھانا پینا ہے اور نوعی ضرورت جیسے نسل کے لئے بیوی سے تعلق ۔ ان دونوں قسم کی طبعی ضرورتوں پر قدرت حاصل کرنے کی راہ روزہ سکھاتا ہے ۔ اور اس کی حقیقت یہی ہے کہ انسان متقی بننا سیکھ لیوے ۔ آجکل تو دن چھوٹے ہیں ۔ سردی کا موسم ہے ۔ اور ماہِ رمضان بہت آسانی سے گذرا مگر گرمی میں جو لوگ روزہ رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ بھوک پیاس کا کیا حال ہوتا ہے اور جوانوں کو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اُن کو بیوی

کی (بیویوں کی) کس قدر ضرورت پیش آتی ہے۔ جب گرمی کے موسم میں انسان کو پیاس لگتی ہے۔ ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔ گھر میں دودھ برف، مزہ دار شربت موجود ہیں مگر ایک روزہ دار ان کو نہیں پیتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں کہ ان کو استعمال کرے۔ بھوک لگتی ہے۔ ہر ایک قسم کی نعمت۔ زردہ۔ پلاؤ۔ قورمہ۔ فرنی وغیرہ گھر میں موجود ہیں اگر نہ ہوں تو ایک.... اشارہ سے تیار ہو سکتے ہیں۔ مگر روزہ دار ان کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس کے مولیٰ کریم کی اجازت نہیں۔ شہوت کے زور سے پٹھے پھٹے جاتے ہیں.... بیوی بھی حسین، نوجوان اور صحیح القویٰ موجود ہے۔ مگر روزہ دار اس کے نزدیک نہیں جاتا۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر جاؤں گا تو خدا تعالیٰ ناراض ہو گا۔ اس کی عدول حکمی ہو گی۔ ان باتوں سے روزہ کی حقیقت ظاہر ہے کہ جب انسان اپنے نفس پر یہ تسلّط پیدا کر لیتا ہے کہ گھر میں اس کی ضرورت اور استعمال کی چیزیں موجود ہیں مگر اپنے مولیٰ کی رضا کیلئے وہ حسبِ تقاضائے نفس ان کو استعمال نہیں کرتا۔ تو جو اشیاء اس کو میسّر نہیں ان کی طرف نفس کو کیوں راغب ہونے دے گا۔ رمضان شریف کے مہینہ کی بڑی بھاری تعلیم یہ ہے کہ کسی کی شدید ضرورتیں کیوں نہ ہوں مگر خدا کا ماننے والا خدا ہی کی رضامندی کے لئے ان سب پر پانی پھیر دیتا ہے اور ان کی پرواہ نہیں کرتا......"

(الحکم ۲۴۔ جنوری ۱۹۰۴ء صٓ ۱۲ بحوالہ حقائق الفرقان جلد اوّل صٓ ۳۰۲، ۳۰۳)

نیز آپ نے فرمایا:۔

"روزہ سے فارغ البالی پیدا ہوتی ہے اور دنیا کے کاموں میں سکھ کرنے کی راہیں حاصل ہوتی ہیں۔ آرام تو یا مَر کر حاصل ہوتا ہے یا بدیوں سے بچ کر حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے روزہ سے بھی سکھ حاصل ہوتا ہے۔ اور اس سے انسان قرب حاصل کر سکتا ہے اور متّقی بن سکتا ہے۔" (خطبہ جمعۃ الوداع فرمودہ یکم نومبر ۱۹۰۷ء)

O

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... اس ضمن میں فرماتے ہیں:۔

"روزوں کی غرض کسی کو بھوکا یا پیاسا مارنا نہیں ہے۔ اگر بھوکا مَرنے سے جنّت مل سکتی تو مَیں سمجھتا ہوں کافر سے کافر اور منافق سے منافق لوگ بھی اس کے لینے کیلئے

تیار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ بھوکا پیاسا مر جانا کوئی مشکل بات نہیں۔
درحقیقت مشکل بات اخلاقی اور روحانی تبدیلی ہے۔ لوگ بھوکے تو معمولی معمولی باتوں پر رہنے لگ جاتے ہیں۔ قید خانوں میں جاتے ہیں تو بھوک سٹرائیک شروع کر دیتے ہیں اور برہمنوں کا تو یہ مشہور حیلہ چلا آتا ہے کہ جب لوگ ان کی کوئی بات نہ مانیں تو کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ پس بھوکا رہنا تو کوئی بڑی بات نہیں اور نہ یہ رمضان کی غرض ہے۔
رمضان کی اصل غرض یہ ہے کہ اس ماہ میں انسان خدا تعالیٰ کے لئے ہر ایک چیز چھوڑنے کیلئے تیار ہو جائے۔ اس کا بھوکا رہنا علامت اور نشان ہوتا ہے اس بات کا کہ وہ ہر ایک حق کو خدا کیلئے چھوڑنے کیلئے تیار ہے۔ کھانا پینا انسان کا حق ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات اس کا حق ہے۔ اس لئے جو شخص ان باتوں کو چھوڑتا ہے۔ وہ یہ بتاتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کیلئے اپنا حق چھوڑنے کیلئے تیار ہوں۔ ناحق کا چھوڑنا تو بہت ادنیٰ بات ہے اور کسی مومن سے یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ کسی کا حق مارے۔ مومن سے جس بات کی امید کی جاسکتی ہے وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے اپنا حق بھی چھوڑ دے۔
لیکن اگر رمضان آئے اور یونہی گذر جائے اور ہم یہی کہتے رہیں کہ ہم اپنا حق کس طرح چھوڑ دیں تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ ہم نے رمضان سے کچھ حاصل نہ کیا کیونکہ رمضان یہی بتانے کیلئے آیا تھا کہ خدا کی رضا کیلئے اپنے حقوق بھی چھوڑ دینے چاہئیں۔ جب تک یہ بات پیدا نہ ہو کوئی یہ دعویٰ کرنے کا مستحق نہیں ہے کہ وہ ایمان لایا اور اس نے رمضان سے پورا فائدہ اٹھایا۔" (الفضل ۳۰- مارچ ۱۹۲۶ء صـ۵-۶)

آیت "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" کی روشنی میں روزہ کا فلسفہ اور حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود .... فرماتے ہیں:-

"لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں دوسرا اشارہ اس امر کی طرف کیا گیا ہے کہ اس ذریعہ سے خدا تعالیٰ روزہ دار کا محافظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اتقاء کے معنے ہیں ڈھال بنانا دقایہ بنانا نجات کا ذریعہ بنانا۔ پس اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ تم پر روزے رکھنے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تم خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالو اور ہر شر سے اور ہر چیز کے فقدان سے محفوظ رہو۔ ضعف دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ انسان کو کوئی شر پہنچ جائے اور دوسرے یہ کہ کوئی نیکی اس کے ہاتھ سے جاتی رہے ..... اتقاء ان دونوں

باتوں پر دلالت کرتا ہے ۔ اور متقی وہ ہے جسے ہر قسم کی خیر مل جائے اور وہ ہر قسم کی ذلت اور شر سے محفوظ رہے ..... پس لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے یہ معنے ہوئے کہ تا تم دینی اور دنیوی شر در سے محفوظ رہو ۔ دینی خیر و برکت تمہارے ہاتھ سے نہ جاتی رہے یا تمہاری صحت کو نقصان نہ پہنچ جائے ۔ کیونکہ بعض دفعہ روزے کئی قسم کے امراض سے نجات دلانے کا بھی موجب ہو جاتے ہیں ۔

آجکل کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بڑھاپا یا ضعف آتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ انسان کے جسم میں زائد مواد جمع ہو جاتے ہیں اور ان سے بیماری یا موت پیدا ہوتی ہے ..... اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تھکان اور کمزوری وغیرہ جسم میں زائد مواد جمع ہونے ہی سے پیدا ہوتی ہے ۔ اور روزہ اس کیلئے بہت مفید ہے ۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ صحت کی حالت میں جب روزے رکھے جائیں تو دوران رمضان میں بے شک کچھ کوفت محسوس ہوتی ہے ۔ مگر رمضان کے بعد جسم میں ایک نئی قوت اور تروتازگی کا احساس ہونے لگتا ہے ۔ یہ فائدہ تو صحتِ جسمانی کے لحاظ سے ہے ۔ مگر روحانی لحاظ سے اس کا یہ فائدہ ہے کہ جو لوگ روزے رکھتے ہیں خدا تعالیٰ اُن کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہے ۔ اسی لئے روزوں کے ذکر کے بعد خدا تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں اپنے بندوں کے قریب ہوں اور اُن کی دعاؤں کو سنتا ہوں ۔ پس روزے خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے والی چیز ہیں ۔ اور روزے رکھنے والا خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنا لیتا ہے جو اُسے ہر قسم کے دکھوں اور شرور سے محفوظ رکھتا ہے ۔" (تفسیر کبیر سورۃ البقرہ جلد دوم صفحہ ۳۷۵)

روزہ کے فلسفہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ... فرماتے ہیں :-

" روزہ کا مطلب محض بھوکا رہنا نہیں بلکہ ماہِ رمضان کی عبادت دراصل بہت سی عبادات کا مجموعہ ہے ۔ اس میں ایک نمایاں چیز جو ہمیں نظر آتی ہے وہ جسمانی ضرورتوں سے انقطاع کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا اور اس میں محو ہونے کی کوشش کرنا ہے .... لیکن وہ لوگ جو درحقیقت رمضان کو سمجھتے اور اس کے مطابق اپنی جسمانی ضرورتوں کو پیچھے ڈال کر روحانی ضرورتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اپنے روحانی قوٰی کو تیز کرنے کی کوشش

کرتے ہیں اس کے نتیجہ میں تنویر قلب ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہی ہے کہ روحانی قویٰ تیز ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ آیت جو میں نے شروع میں رمضان کے تعلق میں پڑھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی وجہ سے اس میں فرماتا ہے کہ اِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ۔ یعنی روحانی قویٰ کی تیزی کے بعد پہلا سوال ہی یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذہب کا یہ دعویٰ ہے کہ مذہبی احکام پر چل کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک پختہ اور زندہ تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ تو رمضان کی عبادتوں کے نتیجہ میں انسانی ذہن یہ کہے گا کہ رب کو کیسے پایا جا سکتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تمہارے روحانی قویٰ تیز ہوں گے تو تمہیں نظر آ جائے گا کہ میں تمہارے بالکل قریب ہوں۔ مگر جو شخص خدا تعالیٰ کو پہچانتا نہیں اور اس کے روحانی قویٰ میں نشوونما نہیں ہوتی اسے بیماری ہے یا وہ صحت مند نہیں ہے۔ اس کی روح کسی دوسری طرف متوجہ ہے۔ ایسے شخص کو تو نظر نہیں آتا۔ لیکن جس کو نظر آئے یا جسے اللہ تعالیٰ کا عرفان اور معرفت حاصل ہو جائے وہ تو اپنے رب کو اتنا قریب پاتا ہے کہ واقعہ میں اس سے زیادہ قریب وہ کسی اور چیز کو محسوس نہیں کرتا۔ اسے یہ نظر آ رہا ہوتا ہے کہ ربوبیت باری تعالیٰ کے بغیر وہ زندہ ہی نہیں رہ سکتا۔"

(خطبہ جمعہ۔ مطبوعہ الفضل ۳۱۔ اکتوبر ۱۹۷۱ء)

O

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز روزہ کا مقصد اور غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"انسان کی کوئی بھی حس ایسی نہیں جو روزہ سے متاثر نہ ہوتی ہو۔ ہر ایک حس پر لگام آ جاتی ہے۔ ہر ایک انسانی تمنا پر ایک پابندی عاید ہو جاتی ہے۔ اس لئے خالصتاً سارے کا سارا انسان خدا کے حضور کچھ قربانی کر رہا ہوتا ہے۔ جہنم کے دروازے دراصل حواس خمسہ ہی کے دروازے ہیں۔ جب حس آزاد ہوتی ہے اور گناہ کی مرتکب ہوتی ہے تو حس کے دروازے سے انسان جہنم میں داخل ہوتا ہے...... پس رمضان میں (جہنم کے) دروازے بند کرنے سے مراد یہ ہے کہ مومن اپنے اوپر وہ سارے دروازے بند کر لیتے ہیں جن رستوں سے ان کے جہنم میں جانے کا احتمال ہوتا ہے...... پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ (رمضان میں) جہنم کے سارے دروازے

باقی صفحہ ۴۱ پر

ماہِ صیام

مبارک صد مبارک ہو کہ پھر ماہِ صیام آیا
سرِ بام اس کے استقبال کو ہر خاص و عام آیا

یہ اسلامی مہینوں کا نواں ماہِ مقدس ہے
مبارک سب مہینے ہیں مہینوں کا امام آیا

برستی رحمتِ باری ہے اس میں روز و شب دیکھو
ہُوا مخمور جو بھی لے کے تشنہ جام آیا

سخاوت اور عبادت میں سبھی مشغول ہو جائیں
غریبوں بے کسوں کے واسطے خوش کُن پیام آیا

مہِ رمضاں ہے اُترا جس میں قرآں باعثِ رحمت
تہجد اور نوافل اور عبادت کا قیام آیا

تری خاطر جو صائم کھانا پینا چھوڑ دے مولا
پکارے تجھ کو پھر بھی کوئی ہے جو تشنہ کام آیا؟

تلاوت رات دن ہوتی ہے اس ماہِ مبارک میں
خدا کو یاد کرنے کے لئے اعلیٰ مقام آیا

یہ پیغام محبت ہے یہ پیغام اخوت ہے
سبھی کے واسطے اللہ کا دیکھو سلام آیا

بتایا اس نے ہمدردی کرو سب ایک ہو جاؤ
ہمیں یہ آدمیت کا سکھانے احترام آیا

مشہود احمد ناصر۔ ڈسکہ

مبارک وہ جو اَب ایمان لایا

حضرت سید میر ناصر نواب ...... کے اوصافِ جمیلہ اور اخلاص و تقویٰ

۲

(سلسلہ کیلئے ماہنامہ انصاراللہ کا شمارہ جنوری ملاحظہ فرمادیں)

حضرت سید میر ناصر نواب .... بلند پایہ اوصافِ جمیلہ کے حامل تھے ۔ آپ کا زُہد و تقویٰ، صاف دلی صُلح جُوئی، دینی غیرت اور سلسلہ کے کاموں کیلئے محنت اور استقلال ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔

○

چند خاص باتیں

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ...... حضرت میر صاحب ...... کے چند اوصاف یوں تحریر فرماتے ہیں :-

اوّل - اکلِ حلال - اس کے آپ تمام عمر اس قوت اور سختی سے پابند رہے ۔ کہ دوست اور دشمن دونوں اس پر گواہ ہیں ۔ میرا مطلب یہاں صرف ان کی تعریف کرنا ہی نہیں ۔ بلکہ میں اپنے احباب کو خاص طور پر اس ضرورت کی بابت توجہ دلانا بھی چاہتا ہوں - اکلِ حلال ایک بہت ہی مشکل امر ہے خصوصاً ملازمینِ سرکار کے لئے اور ان سے کم درجہ اہلِ حرفہ اور تاجروں کے لئے - اور زمینداروں کے لئے بھی - اپنی تمام .... خورد و نوش کو صرف حلال اور طیّب طور پر محصور کر لینا ایک سخت مجاہدہ ہے - رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حرام کا لقمہ قبولیتِ دُعا میں مانع ہوتا ہے - پس اس طرف انسان کو بہت ہی توجہ دینی چاہیئے کہ آیا جو اس کے ہاں آتا ہے ۔ اور جو اس کے اور اس کی آل اولاد کے حلق کے نیچے اترتا ہے وہ رزقِ حلال اور طیّب ہے یا مشتبہ اور ناجائز جب تک حرام اور مشتبہ رزق انسان کے بدن میں داخل ہوتا رہے گا نہ اس کی دعا قبول ہوگی اور نہ اس سے عملِ صالح صادر ہوں گے ۔

دوسری بات جس میں (آپ) کو ایک امتیاز حاصل تھا - وہ انکی جُرأتِ ایمانی اور نفاق سے نفرت

کی صفت تھی۔ آپ کو فطرتاً مداہنت سے سخت بیزاری تھی۔ اور دوست و دشمن۔ واقف، ناواقف کسی کے آگے حق گوئی سے نہ جھجکتے تھے اور نہایت صاف گوئی سے ہر مجلس میں اپنے خیالات ظاہر فرما دیتے۔ اور اگرچہ کسی وقت سختی بھی کر لیا کرتے تھے۔ مگر دل میں قطعاً کینہ اور غبار نہ رکھتے تھے۔

تیسرے یہ کہ محنت اور مشقت اور سختی برداشت کرنے کی ہمیشہ سے عادت تھی۔ اس کی گواہ تمام جماعتیں ہیں۔ اور ہمیشہ اپنے تئیں سلسلہ کے کاموں میں مصروف ہی رکھتے تھے۔ در بدر بھیک کی طرح پیسے مانگتے پھرنا۔ یہاں تک کہ جب نور ہسپتال کے لئے چندہ جمع کیا تو چوہڑوں کے گھر جا کر بھی مانگا اور اسے کوئی ذلت نہ سمجھنا ایک قابل تقلید مثال ہے۔

چوتھے۔ استقلال بھی آپ کا ایک نمایاں خلق تھا۔ جس کام کو شروع کرتے۔ ختم کئے بغیر نہ ٹھہرتے تھے۔ چنانچہ (بیت) نور۔ شفاخانہ۔ دارالضعفاء احمدی بازار کا پختہ فرش اور قبرستان وغیرہ آپ کی ظاہری باقیات الصالحات ہیں۔

پانچویں ایک صفت آپ کی سخاوت اور غریبوں کی خبر گیری تھی۔ ہمیشہ نقدی اور کپڑوں سے غرباء کی مدد کرتے رہنا آپ کی عادت میں داخل تھا۔

چھٹے۔ دوسروں کے لئے بالالتزام دعا کرنا اور ان کی ہمدردی اور خیر خواہی میں مشغول رہنا اکثر دوستوں پر واضح ہے۔

ساتویں۔ پابندی نماز روزہ اور احکام شریعت کا کمال اہتمام آپ کی طبیعتِ ثانیہ ہو گیا تھا اور قال اللہ قال الرسول پر شدت سے عمل کرتے اور کراتے تھے۔ (الفضل قادیان ص۲ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۴ء)

○

حضرت مولوی غلام نبی صاحب ..... ایڈیٹر الفضل قادیان حضرت میر صاحب ..... کی سیرت کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

صاف گوئی، اخلاص و تقویٰ: مجھے حضرت موصوف سے قریباً تیس سال سے واقفیت تھی اور میں اکثر ان کی زندگی کو غور کے ساتھ مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ میں ان کے اس رشتہ کے سبب جو حضرت مسیح موعود کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں حاصل تھا۔ ہمیشہ قابل احترام سمجھتا تھا۔ اور ان کا ادب ملحوظ رکھتا رہا۔ لیکن جیسی میری ان کے ساتھ واقفیت بڑھتی گئی۔ میں ان کے تقویٰ۔ اخلاص۔ دیانتداری اور دین کے راہ میں جانفشانی کا زیادہ تر معتقد ہوتا چلا گیا۔ (آپ) کی عادت تھی۔ کہ اپنی رائے کو بغیر کسی ملمع سازی کے صاف اور صریح الفاظ میں بغیر خوف لومتہ لائم

کے بیان کر دیتے تھے۔ یہ بات بعض لوگوں کو بُری لگتی تھی اور وہ (آپ) کو بُرا سمجھنے لگ جاتے تھے۔ اور بعض اشخاص نے اس بدظنی کو کینہ اور دشمنی کی حد تک پہنچایا۔ ایسے اشخاص بہت کم ہیں میں ان کے نام نہیں لینا چاہتا۔ مگر میں اوّل سے آخر تک اس بات کو بغور دیکھتا آیا ہوں۔ کہ جن اشخاص نے (آپ) کے ساتھ عداوت اور بغض کی پرورش کی۔ وہ بالآخر کوئی سخت ٹھوکر کھا کر گرے۔ اور ایسے گرے۔ کہ پھر اٹھ نہ سکے۔

حضرت میر صاحب .... کا چندہ مانگنا: (آپ) کی عادت تھی کہ کسی نہ کسی نیکی کے اہم کام کے سرانجام دینے میں ہمیشہ مصروف رہتے۔ مجھے ٹھیک یاد نہیں۔ کتنا عرصہ ہوا۔ شاید ۱۹۱۰ء یا اس کے قریب کی بات ہے۔ جبکہ (آپ) کسی دینی عمارت کے واسطے چندہ جمع کر رہے تھے۔ ایک شب میں نے خواب دیکھا۔ کہ میں دفتر بدر میں بیٹھا ہوں۔ میز کے ایک طرف میں بیٹھا ہوں۔ دوسری طرف حضرت میر ناصر نواب صاحب ہیں۔ درمیان میں کوئی پھل رکھا ہے۔ اب یاد نہیں کیا ہے۔ خرمانیاں ہیں یا انجیر یا بیر یا کوئی اور ایسی شے۔ ہم ہر دو اس میں سے کھا رہے ہیں۔ جو دانہ میں اٹھاتا ہوں۔ وہ تعداد میں کمی کر دیتا ہے۔ مثلاً دس دانے خرمانی کے ہیں تو میرے ایک اٹھانے اور کھانے سے نو باقی رہ جاتے ہیں مگر حضرت میر صاحب جو دانہ اٹھاتے ہیں وہ تعداد میں کچھ کمی نہیں کرتا۔ بلکہ دس میں سے وہ ایک اٹھا لیتے ہیں تو پیچھے پھر دس ہی موجود ہوتے ہیں۔ اس رؤیا کی تعبیر ظاہر ہے۔ کہ جو کچھ ہم اپنے نفس پر خرچ کرتے ہیں اس سے ہمارے مال میں کمی ہوتی ہے۔ مگر جو ہم اللہ کی راہ میں دیتے ہیں۔ اس سے ہمارے مال میں کمی نہیں ہوتی۔ حضرت میر صاحب کا چندہ مانگنا اور ہم سے لینا محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے واسطے تھا۔ اس لئے اس سے کوئی نقصان واقعہ نہ ہوتا تھا۔

صلح جوئی کی عادت: (آپ کی عادت تھی)۔ کہ دو آدمیوں یا گھرانوں میں کوئی ناچاقی ہو تو ان کے درمیان صلح کی کوشش کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے یاد ہے۔ کہ حافظ حامد علی صاحب اور ان کے کسی رشتہ دار کے درمیان کچھ تنازع تھا۔ (آپ) فریقین کے درمیان صلح کے واسطے کوشاں تھے۔ اثنائے گفتگو میں ایک فریق دوسرے سے ۸۰ روپے کا طلبگار ہوا۔ جو فریق ثانی کو دینا ناگوار تھا۔ (آپ) نے اپنے دوستوں سے چندہ کر کے اور کچھ اپنے پاس سے ڈال کر اس فریق کو اسّی روپے ادا کر کے مصالحت کرا دی۔ غرض (آپ) میں بہت خوبیاں تھیں۔ اور ان کی موجودگی ہمارے درمیان ایک اتنی بڑی برکت تھی جس کے کھو جانے کا ہمیں بہت بڑا صدمہ ہے۔ (الفضل قادیان ۱۱۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء)

سادگی اور بے تکلّفی

ظاہری طور پر لباس خوراک اور طرزِ معاشرت میں سادگی اور بے تکلّفی وہ اوصاف ہیں جو اعلیٰ سیرت و کردار کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہ عین قرآن و سنت پر عملی اظہار ہے۔ حضرت میر ناصر نواب .... میں یہ وصف بدرجہ اتم موجود تھا۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ..... فرماتے ہیں۔

"میں ۱۸۸۹ء میں پہلی مرتبہ حضرت نانا جان سے ملا۔ اور سب سے پہلی بات جس نے مجھے ان کی طرف متوجہ کیا اور میرے دل پر ان کی عظمت کا نقش ہوا وہ ان کی سادگی تھی۔ ان کے لباس میں کبھی نمائش یا آرائش کا پہلو مدّنظر نہ ہوتا تھا بلکہ لباس کی غرض ستر پوشی اور موسمی لحاظ سے گرمی یا سردی سے بچاؤ ہوتا تھا وہ ٹخنوں سے اونچا پاجامہ پہنا کرتے تھے اور چھوٹی سی سفید پگڑی یا رومی ٹوپی جو عموماً بغیر پھندنے کے ہوتی پہنتے تھے۔ ان ایام میں ان کا لباس کرتہ صدری اور اس پر سفید چُغہ ہوتا تھا اور پاؤں میں لدھیانہ کی بنی ہوئی جُوتی۔ غرض لباس میں کوئی تکلّف نہ تھا اور نہ کبھی انہوں نے اپنے عہدہ اور منصب کے لحاظ سے کسی برتری کا اظہار کیا وہ غرباء کی ... مجلس میں آکر بیٹھتے اور جب تک بیٹھے رہتے مذہبی اور دینی تذکرے ہوتے۔" (حیات ناصر صٓ۲)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی..... آپ کی حسین سیرت کے بعض واقعات تحریر فرماتے ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

○ راست گوئی اور ایمانی جرأت

"حضرت میر صاحب .... اہلحدیث تھے .... اپنے عقائد کے اخفا کی کبھی کوشش نہ کی۔ جہاں ذکر آتا دلیرانہ ان کا اظہار کرتے .... جس عقیدہ کو انہوں نے صحیح سمجھا اس میں کسی اپنے پرائے کا خیال نہیں کیا۔ خدا کے فضل سے اسے قبول کیا۔

ان کی زندگی میں ایک بڑی نمایاں مثال یہ بھی ہے کہ ایک زمانہ میں جو زیادہ سے زیادہ ایک دو سال کا ہوگا انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کو قبول نہیں کیا۔ باوجود اس تعلق اور رشتہ کے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے انہیں تھا۔ انہوں نے جب تک دلائل عقلیہ اور شرعیہ سے اس کو سمجھ نہ لیا انکار کیا اور نہ صرف انکار کیا بلکہ مخالفت کی..... ۱۸۹۲ء کے سالانہ جلسہ پر وہ قادیان آئے، اور اس وقت مخالف ہی تھے مگر اس جلسہ کی برکات نے ان کے سینے کو کھول دیا اور پھر کبھی کسی شک و شبہ

نے راہ نہ پائی اور اس کے لئے انہوں نے بڑی بڑی قربانیاں کیں۔ اپنے بہت سے عزیزوں اور زمانہ اہلحدیث کے دوستوں کو خدا کے لئے ترک کر دیا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور سید نذیر حسین صاحب دہلوی سے بہت محبت کے تعلقات تھے مگر خدا کی رضا کے لئے انہوں نے الحبّ للہ والبغض للہ کا نمونہ دکھایا۔ ان کی دلیری جرأت اور صاف گوئی جماعت میں ضرب المثل تھی۔"

○ صاف دلی اور پاکیزہ طبیعت

حضرت میر صاحب بہت ہی نیک دل اور سینہ صاف پاکیزہ طبیعت رکھتے تھے کسی سے ناراض ہوتے تو اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ساری عمر اب اس سے آپ کا کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ مگر آپ کی عادت میں یہ امر داخل تھا کہ تین دن سے زیادہ غصہ کبھی نہیں رکھتے تھے اور خود سب سے پہلے السلام علیکم کہتے۔ اور صفائی کر لیتے تھے اور نہ صرف صفائی کر لیتے بلکہ بعض اوقات معذرت میں انہیں تامل نہیں ہوتا تھا۔ (اس سلسلہ میں حضرت شیخ صاحب نے ایک واقعہ یوں بیان فرمایا ہے)

"ہماری جماعت میں فلاسفر صاحب میاں الہ دین نام مشہور ہے جن ایام میں حضرت میر صاحب پنشن لے کر تشریف لائے۔ فلاسفر صاحب سے کسی بات پر تکرار ہو گیا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ فلاسفر صاحب کو مار پڑی۔ معاملہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک پہنچا۔ آپ نے فلاسفر صاحب کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ حضرت میر صاحب اور بعض دوسرے دوستوں نے فلاسفر صاحب سے معافی چاہی اور حضرت میر صاحب سب سے پہلے پہنچے انہوں نے ذرا بھی تامل نہیں کیا۔ اس سے میر صاحب کی صاف دلی پر بہا روشنی نہیں پڑتی بلکہ ایمان کی جو شرط ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ ..... الخ نہایت شرح صدر کے ساتھ نہایت اخلاص اور جوش سے حضرت مسیح موعود کے ارشاد کی تعمیل کی۔"

حضرت عرفانی صاحب ..... نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا۔

"خاکسار عرفانی سے بھی متعدد مرتبہ جھڑپ ہو گئی..... میں مدرسہ تعلیم الاسلام کا ہیڈ ماسٹر تھا اور حضرت نانا جان (حضرت میر صاحب) ناظم۔ بعض باتوں میں حضرت نانا جان سے چھڑ گئی۔ میں اس سے اس قدر متاثر ہوا۔ کہ ایک دن ..... میں نے اس قضیہ کو باچشم گریاں حضرت کے سامنے پیش کرنا چاہا۔ حضرت متوجہ ہوئے تھے کہ حضرت مخدوم الملۃ مولوی عبدالکریم صاحب..... نے مجھے بٹھا دیا۔ اور حضرت کے دریافت کرنے پر عرض کر دیا کہ میں سمجھا دوں گا۔ کچھ بات نہیں۔ دوسرے دن مجھے حضرت مخدوم الملۃ نے حضرت میر صاحب کے مناقب بیان کئے..... وہ طبیعت میں بے شک تیز ہیں مگر بہت صاف باطن اور خیر خواہ ہیں تم ان سے صلح کر لو..... ان کے کلام کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔

اور میں نے ارادہ کیا کہ جا کر حضرت میر صاحب سے معذرت کروں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ خود تشریف لا رہے ہیں اور باآواز بلند السلام علیکم کہہ کر مجھے پکڑ لیا اور اظہار محبت فرمایا۔"

(حیات ناصر صـ۲۲ تا ۲۴)

○ پابندئ نماز

حضرت میر صاحب ..... کے ساتھ حضرت عرفانی صاحب ...... کا بہت قریبی اور گہرا تعلق تھا۔ حضرت میر صاحب کی زہد و عبادت کا مثالی رنگ تھا۔ حضرت عرفانی صاحب ..... فرماتے ہیں:۔

"ارکان دین کی پابندی آپ میں کامل درجہ کی تھی۔ نماز باجماعت کے ایسے پابند تھے کہ آخری عمر میں جبکہ چلنا پھرنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ آپ نماز باجماعت پڑھتے تھے اور کبھی اس میں ناغہ نہ ہوتا تھا۔ جن لوگوں نے عمر کے آخری حصہ میں آپ کو .... گھر سے آتے جاتے دیکھا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ کس ہمت بلند کے آپ مالک تھے۔ طبیعت میں استقلال اور عزم تھا سب جانتے ہیں کہ ..... دور دار العلوم میں رہتے تھے۔ مگر نمازوں میں شمولیت کیلئے وہاں سے چل کر آتے تھے۔ یہ قابل رشک حصہ آپ کی زندگی کا تھا"

○ غرباء کے ساتھ محبت و ہمدردی

آپ کی سیرت، شفقت علیٰ خلق اللہ اور ہمدردی اور محبت سے مزیّن نظر آتی ہے۔ چنانچہ آپ اس غرض کیلئے عموماً تحریک فرمایا کرتے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ...... فرماتے ہیں:۔

"مخلوق کی بھلائی اور ہمدردی کیلئے ان کے دل میں درد تھا اور ہمیشہ انہوں نے اپنے بھائیوں کی مدد کیلئے کوشش کی اور ان کاموں میں انہیں بہت لذت تھی جو دوسروں کی بھلائی اور خیر خواہی کے ہوں چنانچہ دار الضعفاء ان کی ایک ایسی یادگار ہے جو دنیا کے آخر تک ان کے نام کو زندہ رکھے گی ..... سلسلہ کے غرباء کیلئے ...

جماعت کے غریب مہاجرین کیلئے کوٹھے بنانے کیلئے ایک تحریک شروع کی ..... حضرت میر صاحب نے اس مطلب کیلئے جب چندہ کا آغاز کیا تو ایک کاپی پر انہوں نے ایک پنجابی شعر لکھا۔

ے منگوں نہیں پر مر رہوں پیٹ بھرن کے کاج :.: پر سوارتھ کے کام کو مانگتے مجھے نہ آوے لاج

یعنی میں مانگنے کے مقابل میں مر رہنے کو ترجیح دیتا ہوں پس اپنی ذات اور پیٹ پالنے کیلئے میں خواہ بھوکا مر جاؤں ہرگز نہیں مانگوں گا لیکن رفاہ عام کا سوال ہو اور دوسروں کا بھلا ہوتا ہو اس مقصد کے مانگنے کیلئے میں قطعاً شرم محسوس نہیں کرتا۔"

(حیات ناصر صـ۲۵)

حضرت میر صاحب ..... کا اخلاص آپ کی ان خدمات سے واضح ہوتا ہے جو آپ نے رفاہِ عامہ کیلئے انجام دیں۔ آپ نے ایک ایک پیسہ تک بھی لیا اور کوئی عار محسوس نہ کی۔ آپ نے اخوّت و محبت کی ایک عجیب

محفل قائم کردی۔ ایک دستر خوان پر مل بیٹھ کر کھانا۔ جن میں غریب بھائی شامل ہوتے اس طرح پیکرانِ اخلاص و محبت کا آمنے سامنے بیٹھنا، سادگی اور بے تکلفی کا منظر قرونِ اولیٰ کی معاشرت کا نقشہ پیش کرتا۔

○ لسانی اور قلمی خدمات

حضرت میر ناصر نواب ..... نے نہایت اخلاص و استقلال سے سلسلہ احمدیہ کی لسانی اور قلمی خدمات بھی سرانجام دیں۔ جماعت کی اخلاقی و روحانی تربیت ہو یا معاندین کے حملوں کا دفاع، آپ نے نظم اور نثر کے ذریعہ نہایت اعلیٰ درجہ کی مثال قائم کی۔ اور آپ نے اس کامیاب مدافعت سے حضرت حسانؓ کا سا کردار ادا کیا۔

لُدھیانہ کے ایک معاند اور اشد مخالف نے جب دشنام آمیز مثنویوں سے اپنے باطن کو ظاہر کیا۔ تو حضرت میر صاحب .... نے جواباً ہجو لکھی مگر آپ کی ہجو میں سبّ و شتم نہ تھی بلکہ اس کی غرض صرف مدافعانہ تھی۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

اِک سگِ دیوانہ لدھیانہ میں ہے ⁂ آج کل وہ خوشتر خانہ میں ہے
مومنوں کا لاعن و طاعن بنا ⁂ کھُل گیا سب اس کا نو مسلم پنا
شاعری پر اُس کو اپنی ناز ہے ⁂ ہے وہ شاعر یا کہ پھکڑ باز ہے
اس کی بربادی کے ہیں آثار یہ ⁂ دِن بدِن ہوگا زیادہ خوار یہ
گر نہ باز آیا تو ہووے گا ذلیل ⁂ اس پہ نازل ہوگا ہر دم قہرِ ایل (الفضل)

آپ کے شعر و سخن میں دعا اور مناجات کا رنگ بھی نظر آتا ہے۔ دو طویل مناجات تو دل میں رقت پیدا کرنے والی ہیں۔ یہاں صرف چند شعر دیئے جاتے ہیں:-

اے خدا کر حق کو ظاہر زُود تر ⁂ دُور کر دیتا ہے باطل کا اثر
اپنے مرسل کی مدد کر اے خدا ⁂ دن ہمیں تو کامیابی کا دکھا
اپنی نصرت سے ہمیں کر کامیاب ⁂ کر دعاؤں کو ہماری مستجاب (حیاتِ ناصر صفحہ ۳۴)

آپ نے بعض نظمیں مظاہرِ قدرت پر بھی لکھیں۔ جلسہ مذاہب عالم لاہور میں بھی آپ کو نظم پڑھنے کا موقعہ ملا۔ جس میں جلسہ کے اغراض و مقاصد بیان کئے گئے۔ جماعت کے مختلف اجتماعوں میں بھی پند و نصائح پر مشتمل نظمیں پڑھنے کا موقعہ ملتا رہا۔ ایک نظم اَلصِّدْقُ یُنْجِی وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ کے عنوان سے پنجاب گزٹ سیالکوٹ میں شائع ہوئی۔ آپ نے پنڈت لیکھرام کے بارہ میں نشان پورا ہونے پر نظم آئینہ حق نما لکھی۔ حضرت مسیح موعود آپ کا کلام پسند فرماتے۔ چنانچہ ایک نظم کو "آریہ دھرم" میں جگہ دی

باقی صفحہ ۴۱ پر

معاشرتی مسائل

اسراف اور اُس کے بد نتائج

محترم پروفیسر راجا نصراللہ خاں صاحب

موجودہ ترقی یافتہ دور میں جہاں عام زندگی بہت آرام دہ اور تیز رفتار ہوگئی ہے وہاں ہمیں ایک اور قسم کی منفی دوڑ بھی دکھائی دیتی ہے ۔ اور وہ ہے فضول خرچی اور اسراف کی دوڑ ۔ افسوس کہ ہمارا ملکی معاشرہ بھی اس دوڑ میں کسی سے پیچھے نہیں رہا ۔ مملکتِ خداداد پاکستان کا ابتدائی زمانہ مستحضر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ بہت ہی سادگی اور قناعت کا دور تھا ۔ عام طور پر ضروریاتِ زندگی محدود اور کم قیمت تھیں ۔ اور تعیّش و تبذیر کو بھی ہر سطح پر ناپسند کیا جاتا تھا ۔ اس ابتدائی دور میں جو ستّر کی دہائی کے اوائل تک نمایاں طور پر چلا ۔ عوام و خواص میں دیانتداری ۔ اصول پرستی ۔ جفاکشی اور کفایت شعاری کا معیار خاصا بلند تھا ۔ اور اس وجہ سے معاشرہ میں امن و امان ۔ سکینت و اطمینان اور بھائی چارے کی فضا موجود تھی ۔ لیکن جوں جوں نئی سہولتیں اور دولتیں آتی گئیں خود غرضی کے ساتھ ساتھ فضول خرچی کی عادت بڑھتی گئی ۔ نتیجۃً جائز و ناجائز دولت سمیٹنے کی سوچ اور ضرورت روز افزوں بڑھتی گئی ۔ اس طرح ہمارے معاشرے میں حرص و ہوا اور شکم پرستی نے ڈیرے ڈالنے شروع کئے اور اب یوں لگتا ہے کہ جیسے انسانی قدروں ۔ طے شدہ اصولوں اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو بالکل بالائے طاق رکھ دیا گیا ہو ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ قانون شکنی ۔ ہوس پرستی ۔ ناجائز طور پر پیسہ کمانے کی حرص ہر طرف اپنے پنجے گاڑ رہی ہے ۔ یوں لگتا ہے کہ پیسے کو غلط رنگ میں خرچ کرنے اور بٹورنے کی گویا RAT RACE لگی ہوئی ہے ۔ جو ہمارے معاشرے کو نہایت بری طرح کھوکھلا کئے جارہی ہے ۔

نفسیاتی و روحانی وجہ :

اگر ہم معاشرہ میں پائی جانے والی اس بگٹٹ دوڑ کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش کریں تو معلوم ہوگا کہ اس خرابی کا باعث نمود و نمائش کا بے جا شوق اور مقابلہ اور انسانوں کے اندر تقویٰ اور توکّل کی کمی ہے ۔ نمود و نمائش کا جنون ایک طرح کی نفسیاتی بیماری ہے اور ایک وجہ احساس کمتری بھی ہے ۔ اور ظاہری کرّو فر اور نفسا نفسی کی بھاگ دوڑ میں لوگوں نے اپنا مطمع نظر کچھ اس طرح بنا لیا ہے :

”ایہہ جہان مِٹھّا تے اگلا کِنّیں ڈِٹھا“

(یعنی اس ظاہری اور مادی دنیا کی جائز و ناجائز چیزیں بڑا مزہ دیتی ہیں۔ اگلے جہاں میں کیا نتیجہ نکلے گا۔ اس کی کوئی فکر نہیں۔) اور یہ ضرب المثل بھی زبان زدِ عام ہے

"بابر تو عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست"

اسطرح آخرت کی طرف نگاہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

اسکی حد کہاں ہے؟ جو لوگ پیسے کو محض ذریعہ تعیش سمجھتے ہوئے اسے پانی کی طرح بہاتے ہیں نتیجۃً چور بازاری اور رشوت وغیرہ کے قعر مذلت میں جاگرتے ہیں۔ اُن کی یہ ہوس کہیں بھی جاکر دم نہیں لیتی۔ اور بے راہ روی اور لوٹ کھسوٹ کا عفریت کسی طور سیر نہیں ہوپاتا۔ قارئین کرام کو یاد ہوگا جنرل ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں یہ خبر ہمارے اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ کہ گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ کرپٹ ۔۔۔۔۔ کی لسٹ تیار کی جائے۔ مطلب یہ کہ جو لاکھوں کی رشوت خوری اور ہیرا پھیری کے مجرم ہیں اُن کی تو خیر ہے صرف کرپٹ خائن افسروں کی پکڑ دھکڑ ہونی چاہیئے۔ محکمہ قانون یا قانون نافذ کرنے والے اداروں کی بے بسی۔! اخبارات پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

حرص کا کشکول: غور کیجئے تو فضول خرچی اور حرص و طمع کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اور حرص و طمع کا منہ کبھی نہیں بھرتا۔ اس کی چھوٹی سی جھلک ایک حکایت میں پیش کی گئی ہے۔

کہتے ہیں ایک فقیر ہاتھ میں کشکول لئے بھیک مانگ رہا تھا۔ اچانک ملک کے بادشاہ کا اُدھر سے گذر ہوا۔ اُس نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ فقیر کے پھیلائے ہوئے کشکول میں ایک اشرفی ڈال دی جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ لیکن فقیر نے اپنا کشکول پیچھے نہ کھینچا اور مزید کی تمنا کی۔ بادشاہ نے ایک اشرفی اور ڈالنے کا اشارہ کیا۔ مختصر یہ کہ ایک ایک کر کے اشرفیاں کشکول میں گرتی رہیں لیکن اُس فقیر کی حرص مزید بڑھتی گئی۔ آخر کشکول لبالب بھر گیا لیکن اس پر بھی اس لالچی فقیر کا جی نہ بھرا اور اس کے دل میں شکر و قناعت کے جذبات نہ پیدا ہوئے۔ تب قدرت کا کرنا یوں ہوا کہ یکدم وہ اشرفیوں سے لبالب بھرا ہوا کشکول تڑاخ سے ٹوٹ گیا اور ساری اشرفیاں زمین پر گر کر آنِ واحد میں مٹی میں تبدیل ہوگئیں۔ اس حکائت میں یہ سمجھایا گیا ہے کہ نفس پرستی اور حرص و آز کی قبیح عادت لمحہ بہ لمحہ منہ زور ہوتی جاتی ہے اور اسے کبھی بھی سکون اور قرار نصیب نہیں ہوتا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ناشکرے اور طمع کرنے والے شخص کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر اُسے سونے کی ایک بھری ہوئی وادی بھی مل جائے تو وہ ایک اور وادی کی حرص کرے گا اور آخر اُس کی اِس ہوس کو قبر کی مٹی ہی بھرے گی۔

اخلاقِ عالیہ کی پامالی :

فضول خرچی کا نتیجہ دو صورتوں میں نکلتا ہے۔ فضول خرچ شخص ایک دن کنگال ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے مصنوعی طور پر بڑھے ہوئے اخراجات اور اُس کی آمدنی میں توازن برقرار نہیں رہتا اور پھر ایسا شخص تعیش اور نمائش کے نتیجہ میں اچھے اوصاف اور اخلاق سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کے اندر ریاء اور تکبر "گھر کر لیتے ہیں جو اخلاقی اور روحانی قدروں کے لئے تباہ کن ثابت ہوتے ہیں۔ اور اپنے معیار کو برقرار رکھنے کے لئے ظلم اور تعدی کا ہاتھ بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ایسا شخص پیسے کو فضول طریقے سے صرف کرتے ہیں نت نئے ڈھنگ اور ٹھکانے ڈھونڈنے لگتا ہے۔ جس کا نتیجہ بد عادات اور اکثر صورتوں میں گھناؤنی بیماریوں کی شکل میں نکلتا ہے۔ اہل اللہ نے روحانی صحت و بالیدگی کیلئے کم کھانے۔ کم سونے اور کم بولنے کو بنیادی زینے قرار دیا ہے۔ یہ بالکل درست اصول ہیں۔ حتیٰ کہ جسمانی صحت و عافیت بھی ان قیمتی اصولوں سے وابستہ ہیں۔ اکثر سادہ لوگ دیکھے گئے ہیں جو روکھی سوکھی کھاتے ہیں لیکن اپنے کاموں میں مصروف رہنے کی وجہ سے خوب چاق و چوبند اور ہشاش بشاش نظر آتے ہیں۔ ان کی ضروریات اور اخراجات بھی محدود ہوتے ہیں اور اُن کے شب و روز بھی صحت مند خیالات و معمولات سے بھرپور اور پریشانیوں سے آزاد ہوتے ہیں۔

اصل بڑائی کس چیز میں ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ دولت کے انبار اور اُن کا بکثرت اور بے محل خرچ کوئی ایسا قابلِ رشک معیار نہیں ہے۔ جس سے کسی شخص کا بڑا پن۔ عظمت اور دوسروں پر فوقیت ثابت ہوتی ہو۔ بلکہ اصل چیز انسان کی اپنی شخصیت اور کردار ہے جو یقیناً سادگی۔ قناعت۔ ایثار اور پاکیزہ اعمال و خیالات سے نکھرتی ہے اور اسے سچی عزت کے قابل بناتی ہے۔ انگریزی میں ایک خوبصورت محاورہ ہے:

HANDSOME IS THAT HANDSOME DOES

مطلب یہ کہ اصل میں عظیم اور خوبصورت شخص تو وہ ہے جو عظیم اور خوبصورت کام انجام دے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ قابلِ فخر و قابلِ تقلید مقام و مرتبہ عیش و عشرت اور بے جا خرچ کرنے اور نمود و نمائش کی زندگی اختیار کرنے سے نہیں مل سکتا بلکہ میانہ روی۔ حسنِ معاملہ اور جذبۂ ایثار و خدمت کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔

قابلِ رشک زندگی :

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ دولت بذاتِ خود بُری چیز نہیں بلکہ اس کا غلط استعمال اور بے جا اسراف ایسی بُری چیزیں ہیں جن سے ہر اچھے اور عقلمند انسان کو بچنا چاہیئے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قابلِ رشک تو دو ہی آدمی ہیں ۔ ایک عالم قرآن جس نے قرآنِ کریم کو خوب محنت اور غور سے پڑھا اور پھر اس کی تعلیم اور معارف کو دوسروں میں خوب خوب پھیلایا اور دوسرا وہ امیر شخص جسے خدا تعالیٰ نے خوب دولت عطا کی اور اس شخص نے اسے اللہ کے بندوں پر اور نیک کاموں پر دل کھول کر خرچ کیا ۔ ثابت ہوا کہ دولت وہی اچھی ہے جسے نیک کاموں پر خرچ کیا جائے نہ کہ مالِ بے رحم دلِ بے رحم والا تماشا بنایا جائے ۔ جو کسی متقی اور صاحبِ فراست کا شیوہ نہیں ہو سکتا ۔ ہر وقت راہِ راست اور انجام بخیر کی فکر ہونی چاہیئے ۔ ورنہ امیر مینائی کے اس شعر کا نقشہ ہوگا :

لاش پہ عبرت یہ کہتی تھی امیر ⁝ آئے تھے دنیا میں اس دن کیلئے

فرمانِ الٰہی پر غور : ربِّ کریم نے دینِ حق کو دینِ فطرت بنایا ہے اور قرآنِ حکیم میں جو احکام اپنے بندوں کے لئے نازل فرمائے ہیں ان میں انسان کے لئے یقیناً بے پناہ حکمت ۔ عافیت اور برکت رکھی ہے ۔ فضول خرچی کے متعلق ارشادِ خداوندی ہے ۔

ا ۔ "کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو ۔ کیونکہ وہ (اللہ) اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔"
(سورہ اعراف رکوع ۳)

ب ۔ " اور قرابت والے (رشتہ دار) کو اور مسکین کو اور مسافر کو اس کا حق دو اور اسراف کسی رنگ میں (بھی) نہ کرو ۔ اسراف کرنے والے لوگ یقیناً شیطانوں کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان اپنے رب کا بہت ہی ناشکر گزار ہے ۔" (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳)

کس قدر خوف کا مقام ہے ۔ فضول خرچ انسان کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے ۔ مطلب یہ کہ فضول خرچی کرنے والا بھی شیطان کی طرح اپنے رب کا ناشکر گزار ہوتا ہے ۔ اس بات میں گہرا فلسفہ پایا جاتا ہے ۔ چونکہ سب نعمتوں اور دولتوں کو عطا فرمانے والا اللہ عزّ و جلّ ہے ۔ اس لئے انسان کا فرض ہے کہ اپنی دولت کو اچھے رنگ میں خرچ کرے ورنہ وہ شیطان کا بھائی ثابت ہوگا ۔ جو سراسر ناشکرا اور نافرمان ہے ۔ پھر اس آیتِ کریمہ میں مال کو اچھے رنگ میں خرچ کرنے کے لئے بھی واضح اشارہ فرما دیا کہ اسے اپنے قرابت داروں ۔ مساکین ۔ محتاجوں اور مسافروں پر خرچ کرو ۔ تاکہ تمہاری دولت سے اللہ کے بندوں کو فائدہ پہنچے ۔ حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے ۔ کہ جو شخص خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار کرے گا وہ کبھی مفلس نہیں ہوگا ۔ آپؐ نے کیسا عمدہ گر بیان فرما دیا ہے ۔ میانہ روی میں کس قدر حکمتیں اور برکتیں ہیں اس پر غور کرنا چاہیئے ۔ ہر عقلمند شخص کا فرض ہے کہ اللہ اور اس

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرے۔ اگر کسی میں کوئی کمزوری پائی جاتی ہے تو علم ہونے پر اس سے فوراً دستبردار ہوجانا چاہیئے۔ اسی بات میں عافیت اور کامیابی ہے۔

آخر میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی پُر حکمت اور پُر معارف نصائح پیش کی جاتی ہیں چنانچہ حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

ا۔ "خوش قسمت وہ شخص نہیں جس کو دنیا کی دولت ملے اور وہ اس دولت کے ذریعہ ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بن جائے بلکہ خوش قسمت وہ ہے جس کو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اپنے آپ کو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو اس طرح حاصل کرے گا مگر یاد رکھو کہ یہ بات یونہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جاوے اور وہ تمہیں توفیق اور قوت عطا کرے کہ تم گناہ آلود زندگی سے نجات پاؤ۔"

ب۔ "ہماری جماعت یہ غم کُل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان کو لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں۔ اہلِ تقویٰ کے لئے شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارفوں اور صدیقوں کیلئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ غضب اسی وقت ہوگا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ، فقر اور مسکینی کی زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔ تاکہ اللہ کے بندوں کے لئے ہم نفع رساں وجود ثابت ہوں۔

تصحیح

۱۔ ماہ جنوری کے شمارہ میں صفحہ ۲۷ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شعر کا دوسرا مصرعہ غلط شائع ہوگیا ہے اسے یوں پڑھا جائے ؎ رہبرے ہر اسود و ہر احمرے احباب درست فرمالیں

۲۔ صفحہ ۱۶ پر محترم عبدالسلام صاحب اسلام کی نعت کے بند ۳ کے آخری شعر کا دوسرا مصرعہ یوں پڑھا جائے۔ ؎ حُسنِ قدرت کا تجلّی ہے مقامِ مصطفٰے احباب تصحیح فرمالیں۔

بــلا تبصـرہ

ھزاروں مسلمانوں نے احمدیّت کیوں قبول کی ؟

پاکستان میں کُفر سازی کی فیکٹری نے احمدیوں کو دنیا بھر میں مظلوم بنا دیا

محترمہ منزّہ نقوی صاحبہ کا ایک مضمون ہفت روزہ "میڈیا" لاہور میں شائع ہوا ہے۔ جس کا ایک حصہ ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔

"وطن عزیز کو اس وقت کئی بیماریاں لاحق ہیں لیکن حکمرانوں نے جس بڑی بیماری کے علاج میں ناکامی بلکہ مکمل ناکامی کا اعلان کیا وہ فرقہ پرستی کی بیماری ہے۔ فرقہ پرستی کی جنگ میں اس وقت تک کئی عالم دین مارے جا چکے ہیں۔ کئی گھرانوں کے چراغ گُل ہو چکے ہیں۔ کئی سہاگ اُجڑ چکے ہیں۔ اور ہزاروں یتیم بچے تاریک مستقبل کا نشان بن چکے ہیں۔ پاکستان میں فرقہ پرستی کی بیماری ایک سوچی سمجھی بین الاقوامی سازش ثابت ہو چکی ہے۔ حکومت پنجاب کے ذمہ دار حکام نے اس بیماری کے خاتمہ میں ناکامی کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ اس اعلان سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اب آئندہ بھی فرقہ پرستی کی بنیاد پر قیمتی جانیں ضائع ہوتی رہیں گی۔ غیر ملکی اشاروں پر آئندہ بھی دین کے نام پر فرقہ پرستی کو ہوا دینے والے اپنی زندگیوں سے کھیلتے رہیں گے۔ حکمران یہ اعتراف بھی کر چکے ہیں کہ فرقہ پرستی کی آڑ میں جرائم پیشہ افراد اپنا کھیل، کھیل رہے ہیں۔ ذمہ دار لوگ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس بیماری کو لاعلاج بنانے میں غیر ملکی ایجنٹوں اور قوتوں کا بھی عمل دخل موجود ہے۔ موجودہ حکومت کی طرح ماضی میں کسی حکومت نے اس بیماری کا علاج دریافت کرنے یا عوام کو اعتماد میں لینے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ حکمران خود اس بیماری کی پرورش کر رہے ہیں۔ ملک کے اندر ماضی میں تمام مکاتیبِ فکر کے نزدیک "قادیانی" قابلِ نفرین تھے۔ لیکن جب سے ان لوگوں کو اقلیّت قرار دے دیا گیا ہے وہ لوگ تو "مظلوم" بن گئے۔ جبکہ شیعہ سُنّی جھگڑوں نے ایسی شکل اختیار کر لی کہ آج تک سچے جھوٹے یا ظالم و مظلوم کی شناخت بھی نہیں ہو سکی۔ "قادیانیوں" کو اقلیّت قرار دلوانے کے بعد "ختم نبوّت" کی تحریک کے علمبرداروں نے "عظمت صحابہ" کی مہم شروع کر دی اور کفر سازی کی ایک ایسی فیکٹری چالو کی جس کی عمارت میں کئی بے گناہوں کا خون نظر آتا ہے۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ جن

لوگوں کو دائرہ اسلام سے خارج کیا گیا تھا وہ تو اپنے قائدین یا اکابرین کا احترام کرتے پائے جاتے ہیں۔ جبکہ مسلمان اجتماعی طور پر اپنے اکابرین کو "بکاؤ مال" قرار دیتے پائے جاتے ہیں۔ کوئی بھی شخص اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ وہی دین نظریہ اصول یا جماعت مضبوط ہوگی۔ جس کے ماننے والے اپنے اکابرین سے پیار کریں گے۔ ہمارے ہاں علماء کا کردار اس قدر دوعملی کا شکار ہے کہ عام لوگوں کے نزدیک اب ان کا کوئی احترام نہیں رہا۔ عام مسلمان بھی قول و فعل میں تضاد کے باعث علماء پر اعتماد نہیں کرتے۔ ان کی جدوجہد کو نظر انداز کرتے ہیں۔ ان کی باتوں کو محض دکھلاوا سمجھتے ہیں۔ ان کے کردار کو دکانداری گردانتے ہیں ....."

"..... مسلمان فرقوں کی طرف سے ایک دوسرے کو کافر قرار دیئے جانے کے فتووں سے سب سے زیادہ فائدہ قادیانیوں نے اٹھایا ہے ..... پاکستان میں احمدی تحریک شاید صدیوں میں اتنی کامیابیاں حاصل نہ کرتی جو گذشتہ چند سالوں میں حاصل کی جا چکی ہے ...... یہ چند سال پہلے کی بات ہے کہ مرزا ناصر احمد کے انتقال کے بعد احمدیوں نے مرزا طاہر احمد کو جماعت احمدیہ کا خلیفہ بنایا۔ احمدیوں کو ذوالفقار علی بھٹو کے عہد میں غیر مسلم قرار دیا گیا تھا تو یہ لوگ "ربوہ" کی حد تک سرگرم نظر آتے تھے اور ملک کے دیگر علاقوں میں اکا دکا قادیانی۔ جنرل ضیاء الحق کے عہد میں ایک عالم دین اسلم قریشی کے اغواء کا واقعہ سامنے آیا تو کئی علاقوں میں خونریزی ہوئی۔ احمدیوں کو شکایت تھی کہ پاکستان میں ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت نہیں کی گئی۔ ایسی ہی شکایت ساتھ لے کر جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد بیرون ملک چلے گئے۔ مرزا طاہر احمد کے فرار کے بعد مولانا اسلم قریشی کے اغواء کے ڈرامے کا انجام سامنے آیا تو عام لوگ حیرت زدہ رہ گئے۔ موصوف نے برآمدگی کے بعد اپنی گمشدگی کی جو کہانی سنائی اس نے قادیانیوں کو تمام الزامات سے پاک کر دیا ...... آئین میں ترمیم کر کے ان پر تبلیغ کے تمام دروازے بند کر دیئے۔ لیکن آج تک ان قوانین کو جس انداز میں استعمال کیا گیا اس کے باعث قادیانی پوری دنیا میں اپنے آپ کو مظلوم ثابت کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں..... جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد بہت زیرک اور ذہین یا شاطر کردار ہیں۔ ریکارڈ گواہ ہے کہ موصوف جب پاکستان میں تھے تو پوری دنیا میں احمدیوں کے چند سنٹر کام کر رہے تھے۔ آج "ربوہ" سے باہر نہ نکلنے والا یہ کردار پوری دنیا میں اُڑ رہا ہے۔ اور یہ قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ دنیا کے ہر ملک کے اندر قادیانیوں کی تھوڑی بہت تعداد پائی جاتی ہے۔ اور دنیا کی اکثر حکومتیں قادیانیوں کے لئے پناہ گاہوں کا اہتمام کرتی ہیں۔ ہمارے علماء دین کے بارہ میں مشہور یہ ہے کہ بیرون ملک تبلیغی دورں

پر بھی اپنے اپنے فرقوں کی وکالت کرتے ہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ بیرونی دنیا میں مسلمان بھی فرقوں میں تقسیم ہیں۔ اس کے برعکس احمدیت کے مبلغ ..... اپنی تعلیمات کو پھیلا رہے ہیں۔ اور کسی مسلمان فرقے کو نشانہ نہیں بناتے ....

...... ایک طرف مسلمان علماء فرقہ پرستی کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف قادیانی اپنی تبلیغ اور محبت کا طرز عمل اپنا کر عام مسلمانوں کو اپنا گرویدہ بنا رہے ہیں۔ ایک زمانہ میں قادیانی ربوہ میں ریڈیو سٹیشن قائم کرنا چاہتے تھے لیکن آج یہ حالت ہے کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ سے استفادہ کر رہے ہیں۔ پاکستان میں یہ جماعت انتہائی منظم انداز میں اپنا نقطہ نظر پیش کر رہی ہے ...... پاکستان کے اندر احمدیوں کی تمام عبادت گاہوں میں مرزا طاہر احمد کا خطاب ڈش انٹینا کے ذریعہ براہ راست دکھایا اور سنایا جاتا ہے۔ احمدی نوجوان خواتین، لڑکیاں اور بزرگ اپنے تعلقات یا دوستی کی آڑ میں مسلمان نوجوانوں کو اپنی عبادت گاہوں تک لے جاتے ہیں۔ جہاں ان کے ناپختہ ذہنوں پر مرزا طاہر احمد کا اندازِ خطابت اپنے رنگ میں جادو کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے نوجوان احمدیت کی طرف راغب ہو چکے ہیں۔ اور نوجوانوں کی اکثریت کے ذہنوں میں احمدیوں کے بارہ میں نرم گوشہ پایا جاتا ہے ...... اس طرح احمدیوں کے گروہ میں اس قدر اضافہ ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے جس کے تصور سے ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ خود مرزا احمد طاہر (یعنی طاہر احمد۔ ناقل) نے ایک ملاقات میں مجھے بتایا کہ میں اپنی زندگی میں احمدی اقلیت کو اکثریت میں تبدیل ہوتے دیکھ رہا ہوں اور میں اپنی زندگی میں ایک ایسا انقلاب دیکھ رہا ہوں جس کا عام پاکستانی تصور نہیں کر سکتا۔ آج اس انقلاب کی باتیں مرزا طاہر احمد اپنی تقریروں میں کرتے پائے جاتے ہیں۔ اور یہ تقریریں پاکستان میں سینکڑوں یا ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں افراد ہر جمعہ کے روز سنتے ہیں..... احمدی نوجوان دیارِ غیر میں آسودہ حال زندگی بسر کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں احمدیت .... کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ صرف غیر مسلم ہی ان کے شکنجے میں نہیں آ رہے بلکہ ایسے پاکستانی اور ہندوستانی مسلمان اور غیر مسلم نوجوان بھی احمدیت قبول کر چکے ہیں۔ جو غیر قانونی طور پر غیر ممالک میں آباد ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے ...... کہ جن لوگوں پر "ربوہ" کی زمین تنگ کر دی گئی تھی اب وہ دنیا بھر میں ایک قوت بن کر ابھر رہے ہیں۔ مرزا طاہر احمد اس وقت بین الاقوامی کردار ہیں۔ جبکہ ہمارے علمائے دین کو اپنے مدارس اور مسجدوں سے فرصت نہیں۔ اور وہ یہاں آپس میں ہی جنگ کو کفر و اسلام کی

باقی صـ ۳۹ پر

قرارداد تعزیّت

محترم مولوی عبدالمغنی صاحب زاہد مربی سلسلہ احمدیہ سیرالیون مغربی افریقہ نے مندرجہ ذیل قرارداد بھجوائی ہے۔

"ہم اراکین مجلس عاملہ جماعت احمدیہ سیرالیون جملہ مربیان، ڈاکٹرز اور ٹیچرز اپنے محترم امیر ومشنری انچارج مولانا خلیل احمد صاحب مبشر کے والدِ محترم چوہدری ناظر علی خان صاحب نمبردار وسابق صدر جماعت احمدیہ چک نمبر ۶۰ کھیم سنگھ والا ضلع فیصل آباد کی وفات پر دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔

مکرم چوہدری صاحب اپنے گاؤں میں مورخہ ۶۔جنوری ۱۹۹۵ء چھ بجے صبح تقریباً نوّے سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ بوجہ وصیّت جنازہ ربوہ لے جایا گیا اور اسی شام بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ جماعت سے انتہائی اخلاص اور فدائیت کا تعلق رکھتے تھے۔ ۱۹۳۲ء میں سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے رشتہ داروں اور گاؤں والوں (دوال کھوکھر۔ تحصیل بٹالہ) کے لوگوں نے شدید مخالفت کی مگر آپ بفضل اللہ تعالیٰ ثابت قدم رہے۔ اور دن بدن اپنے اخلاص میں ترقی کرتے گئے۔

آپ نے مالی قربانیوں خصوصاً تحریک جدید میں آخر دم تک حصہ لینے کی توفیق پائی۔ تحریک جدید کے "پانچ ہزاری مجاہدین" کتاب میں نمبر ۲۴۴۴ پر آپ کا نام درج ہے۔ آپ تقریباً ۴۰ سال تک اپنی جماعت کے صدر رہے۔

مکرم چوہدری صاحب کی اولاد چار بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے سبھی شادی شدہ صاحب اولاد اور سلسلہ سے دلی اخلاص اور محبت کا تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے ایک بیٹے مکرم مولانا خلیل احمد صاحب مبشر کو دین کی راہ میں وقف کیا۔ جو تقریباً ۲۲ سال سے سیرالیون مغربی افریقہ میں بطور مشنری اور اب امیر ومشنری انچارج کے طور پر خدمت دین کی توفیق پا رہے ہیں۔

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم چوہدری صاحب کو اپنی مغفرت اور رحمت سے نوازے۔ اور بلند درجات عطا فرمائے۔ نیز جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور ان کا حافظ وناصر ہو۔

ہم ہیں ممبران مجلس عاملہ۔ مربیان۔ ڈاکٹرز اور ٹیچرز
جماعت احمدیہ سیرالیون۔ مغربی افریقہ

طب و صحت

غذا ۔ صحت اور زندگی

انسان کی جسمانی نشوونما سے قوت و نشاط ملتی ہے۔ اسی کا نام صحت ہے۔ جس پہ زندگی اور حیات کا دار و مدار ہے۔ جسمانی نشوونما کیلئے غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ غذا کیسی ہو اور کس قدر۔ اس کا انحصار ہر انسان کی عمر اسکی جسمانی ساخت، آب و ہوا اور تمدن پر ہے۔ جیسی صورتحال در پیش ہو غذا کا استعمال اسکے مطابق ہونا چاہیئے۔ مقدار اور غذائیت کا تناسب بھی انہی حالات پر منحصر ہے۔ پھر غذا کا تصور غذائیت کے بغیر نہیں اور زندگی صحت کے بغیر ممکن نہیں اور صحت سے ہی انفرادی یا قومی زندگی میں جوبن آتا ہے۔ اور نتیجۃً اعلیٰ صلاحیتوں کو بروئے کار لاکر ترقی اور عروج حاصل کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ عقل صحیح جسمِ صحیح کو چاہتی ہے۔ اس لئے فکری قوتوں کی نشوونما کیلئے صحتِ جسمانی کی طرف توجہ دینا ہوگی۔ المختصر صحت قوائے جسمانی کی احسن اور اکمل نشوونما کا نام ہے۔ اسی سے بزمِ جہاں کی رونق ہے اور اسی میں حسنِ کائنات کی رنگینیاں ہیں۔

غذا اور صحت کا مسئلہ بڑا اہم ہے۔ خدا تعالیٰ نے کائنات کی کوئی چیز عبث اور باطل پیدا نہیں کی۔ ہر چیز اگر سب کیلئے نہیں تو اکثر و بیشتر کیلئے یا کسی نہ کسی انسان کیلئے بہرحال مفید ہے۔ یہی حال انسانی خوراک کا ہے۔ اگر متوازن غذا ہوگی۔ مناسبِ حال ہوگی تو وہ نہ صرف صحت کو برقرار رکھے گی۔ بلکہ اس انسان کیلئے معدنی اور کیمیائی اجزاء یعنی ادویات کی ضرورت نہ پڑے گی۔ اور یہی غذائیں ادویات کی قائمقام بنیں گی۔ یوں سمجھئے کہ اغذیہ ہی ادویہ کہلائیں گی۔ کیونکہ بعض غذائیں مصلح بھی ہیں اور جسمانی فاسد مادوں کو ختم کر دیتی ہیں۔

فاضل اطباء و ڈاکٹر اس بات پر متفق ہیں کہ نہ صرف صحت مندوں بلکہ مریضوں کیلئے بھی دواؤں کی شیشیوں کی نسبت کھلی فضا اور صحیح اور خالص غذا کہیں زیادہ صحت بخش ہے اس لئے وہ اس امر پر زور دیتے ہیں کہ علاج بھی حتی الامکان غذا سے اور دوائی غذاؤں سے ہونی چاہیئے۔ اور آج تک دیہاتی سادہ لوح معاشرہ اسی طریقِ علاج کو نہایت کامیابی سے چلا رہا ہے۔

بقراط کا قول ہے کہ "بیماری کا علاج سب سے پہلے غذاؤں کے ذریعہ سے کرنا چاہیئے۔ اگر اس سے فائدہ نہ ہو تو پھر نباتی اور حیوانی اور بالآخر معدنی ادویہ سے مدد لینی چاہیئے اور یہ امر واقع ہے کہ اچھی، مناسب اور متوازن غذا ہر قسم کی دوا سے بہتر ہے۔ اور جو یہ کہا گیا ہے کہ "پرہیز علاج سے بہتر ہے" یہ فطرت کی آواز ہے اس صداقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ جو بیماریاں پیدا کرنے کا موجب غذائیں ہیں انہیں چھوڑ کر یا انکی مصلح غذاؤں کو

باقی صـ ۳۹ پر

خبر نامہ انصار

نتیجہ امتحان انصاراللہ سہ ماہی سوم ۱۹۹۴ء

خدا تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ کے مرکزی امتحان سہ ماہی سوم منعقدہ ستمبر ۱۹۹۴ء میں کل ۲۳۱ مجالس کے ۲۱۶۹ انصار نے شرکت کی توفیق پائی۔ جن میں سے مندرجہ ذیل انصار نے نمایاں پوزیشن اور خصوصی گریڈ حاصل کیا۔ (قائد تعلیم)

نمایاں پوزیشن

اوّل -	مکرم ماسٹر بشارت احمد صاحب	(دارالعلوم - ربوہ)
دوم -	مکرم ایم غلام نبی صاحب	(غوطہ فتح گڑھ)
سوم -	مکرم محمد عبداللہ ریحان صاحب	(راولپنڈی)

خصوصی گریڈ حاصل کرنے والے انصار

مکرم حبیب اللہ خان صاحب	(دارالرحمت - ربوہ)	مکرم ملک محمد اعظم صاحب	(دارالعلوم - ربوہ)
مکرم محمد شفیع چوہدری صاحب	//	مکرم مقبول احمد ذبیح صاحب	//
مکرم محمد عبداللہ قریشی صاحب	//	مکرم پیر افتخار احمد تاج صاحب	//
مکرم مولوی رشید احمد چغتائی صاحب	//	مکرم حمید الدین اختر صاحب	//
مکرم عبدالسمیع حسنی صاحب	//	مکرم ریاض احمد چوہدری صاحب	(دارالصدر - ربوہ)
مکرم شیخ عبدالماجد صاحب	//	مکرم محمد سلطان اکبر صاحب	//
مکرم سلطان احمد پیر کوٹی صاحب	//	مکرم بشیر احمد شاہد صاحب	//
مکرم احمد علی صاحب	(دارالعلوم - ربوہ)	مکرم ملک برکت اللہ صاحب	//
مکرم حاجی عبدالرشید صاحب	//	مکرم حمید اللہ صاحب	//
مکرم راجہ بشیر احمد مظفر صاحب	//	مکرم مرزا عبدالرشید صاحب	(دارالیمن - ربوہ)
مکرم میاں محمد صدیق صاحب	//	مکرم غلام محمد نصیر صاحب	//

مکرم صوفی رمضان علی صاحب (ناصر آباد)
مکرم محمد لطیف چوہدری صاحب 〃
مکرم عبدالمنان فیاض صاحب (اسلام آباد)
مکرم مقبول احمد ملک صاحب 〃
مکرم جلیل احمد شاہد صاحب 〃
مکرم پیر محمد صاحب (نور نگر ضلع عمرکوٹ)
مکرم لطیف احمد خالد صاحب (فیصل آباد)
مکرم عبدالغنی چوہدری صاحب 〃
مکرم مشتاق احمد ہاشمی صاحب 〃
مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب 〃
مکرم قدرت اللہ صاحب 〃
مکرم عبدالرحمٰن صاحب سیفی 〃
مکرم محمد اکرم حفیظ صاحب 〃
مکرم علیم الدین گیلانی صاحب 〃
مکرم محمد رفیق بھٹی صاحب 〃
مکرم عبدالصمد صاحب 〃
مکرم خالد محمود کاہلوں صاحب (شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین)
مکرم محمد مشتاق صاحب 〃
مکرم عزیز احمد طاہر صاحب (ٹوبہ ٹیک سنگھ)
مکرم سید محمد شاہ صاحب 〃
مکرم عبدالعزیز صاحب (ددالمیال)
مکرم ڈاکٹر خلیل الرحمٰن صاحب (ملتان)
مکرم ملک لطیف احمد سرور صاحب (شیخوپورہ)
مکرم محمد زاہد صاحب 〃
مکرم غلام سرور طاہر صاحب 〃

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب (مظفر گڑھ)
مکرم سید عزیز حسین شاہ صاحب (نصیرہ)
مکرم چوہدری محمد حسین گل صاحب (اوکاڑہ)
مکرم ممتاز احمد صاحب 〃
مکرم سید اصغر علی شاہ صاحب (کوٹلی افغاناں)
مکرم بہادر خان صاحب مونگ 〃
مکرم ریاض احمد ارشد صاحب 〃
مکرم محمد صدیق عاجز صاحب (پتوکی)
مکرم محمد شریف خالد صاحب 〃
مکرم چوہدری اقبال اختر صاحب (چک علی پور)
مکرم فضل الٰہی صاحب (حیات آباد۔ پشاور)
مکرم محمد سلیم خان صاحب 〃
مکرم شمس الدین اسلم صاحب 〃
مکرم منور احمد وینس صاحب (اورنگی ٹاؤن۔ کراچی)
مکرم ناصر احمد گوندل صاحب (النور۔ کراچی)
مکرم عبدالباری قیوم صاحب (مارٹن روڈ۔ کراچی)
مکرم ماسٹر غلام یٰسین صاحب 〃
مکرم نعیم احمد خان صاحب (ناظم آباد۔ کراچی)
مکرم نصراللہ خان صاحب 〃
مکرم عبدالشکور باسط صاحب 〃
مکرم خواجہ محمد انور صاحب (میرپور۔ آزاد کشمیر)
مکرم عبدالرزاق صاحب 〃
مکرم ناصر احمد حجبہ صاحب 〃
مکرم عبدالحئی کامران صاحب (کھروٹہ۔ آزاد کشمیر)
مکرم چوہدری رشید احمد صاحب (کوئٹہ)

مکرم حمید الدین صاحب	(کوئٹہ)
مکرم ناصر علی خان صاحب	״
مکرم خواجہ مبارک احمد صاحب	(حیدر آباد)
مکرم نسیم احمد صاحب	״
مکرم عنایت اللہ صاحب	״
مکرم رانا عطاء اللہ خان صاحب	״
مکرم افتخار احمد صاحب	״
مکرم ظفر احمد صاحب	״
مکرم عبد الحق صاحب	(دہلی گیٹ - لاہور)
مکرم میاں مبارک علی صاحب	״
مکرم مرزا منیر احمد صاحب	״
مکرم محمد رشید طارق صاحب	״
مکرم محمد رمضان صاحب	״
مکرم افتخار احمد صاحب	״
مکرم محمد صادق جنجوعہ صاحب	(شاہدرہ - لاہور)
مکرم رفیق احمد خان صاحب	(راولپنڈی)
مکرم محمد اکرم صاحب	״
مکرم بشیر الدین احمد صاحب	(جھنگ صدر)
مکرم محبوب احمد صاحب	״
مکرم شیخ شریف احمد صاحب	(عزیز آباد)
مکرم عبد الحمید ارشد صاحب	״
مکرم عبد العزیز صاحب	(ٹیکسلا)
مکرم عبد الستار شریفی صاحب	
مکرم عبد القادر بھٹی صاحب	(گوجرانوالہ)
مکرم ناظر حسین صاحب	(چک جھمرہ)

مکرم رانا شبیر احمد صاحب	(قلعہ کالر والا)
مکرم رشید احمد ملک صاحب	(اٹک)
مکرم چوہدری ناصر احمد کھچی صاحب	״
مکرم بشارت احمد صاحب	״
مکرم رانا فیض الرحمٰن خان صاحب	(چک ۳۵ اوکاڑہ)
مکرم چوہدری محمد شفیع سلیم صاحب	(کھاریاں)
مکرم محمد خان رانا صاحب	(بہاولنگر)
مکرم شیخ کریم الدین صاحب	״
مکرم چوہدری جمال احمد صاحب	״
مکرم مقبول احمد چوہدری صاحب	״
مکرم یامین صاحب	(نوادے بھکی کے نارووال)
مکرم محمد ابراہیم شاد صاحب	(خانیوال)
مکرم چوہدری علی محمد صاحب	(داجل)
مکرم احمد بخش صاحب	(ڈیرہ غازی خان)
مکرم منیر احمد حمید صاحب	״
مکرم ظفر احمد صاحب	(بیٹ دریائی)
مکرم منصور احمد ظفر صاحب	(احمد نگر)
مکرم سمیع اللہ بٹ صاحب	״
مکرم مولانا نثار احمد راٹھور صاحب	(نوکوٹ)
مکرم نذیر احمد صاحب	(نفیس نگر)
مکرم محمد سرور ابڑو صاحب	(انور آباد)
مکرم قریشی فصیح الدین احمد صاحب	(نارتھ کراچی)
مکرم شیخ ظفر احمد صاحب سہگل	(ناظم آباد)
مکرم مجید اللہ خان صاحب	(رکھ موڑ)
مکرم شمس الدین سیال صاحب	(بورے والا)

مکرم میاں محمد اشرف صاحب (بوسے والا)
مکرم عبدالحق صاحب (گھڑاجیاں)
مکرم رشید احمد صاحب (رحیم یار خان)
مکرم ماسٹر حبیب اللہ صاحب (دارالبرکات۔ ربوہ)
مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب 〃
مکرم صلاح الدین صاحب (دارالصدر)
مکرم ناصر احمد صاحب 〃
مکرم ملک اللہ بخش صاحب 〃
مکرم نصر اللہ خان صاحب (نصرت آباد۔ ربوہ)
مکرم میاں محمد صدیق صاحب (دارالنصر)
مکرم رشید احمد ارشد صاحب (دھرکنہ)
مکرم منصور احمد ڈار صاحب (پشاور)

مکرم خواجہ عبدالغفار ڈار صاحب (راولپنڈی)
مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب 〃
مکرم چوہدری محمود احمد صاحب (دارالعلوم۔ ربوہ)
مکرم اقبال احمد ملک صاحب (بیت التوحید۔ لاہور)
مکرم چوہدری غلام احمد صاحب (ایل پلاٹ۔ اوکاڑہ)
مکرم کیپٹن (ریٹائرڈ) محمد اقبال ملک صاحب (چکوال)
مکرم محمد دین انور صاحب (سرگودھا)
مکرم اقبال احمد جاوید صاحب 〃
مکرم سید محمد میاں سلیم صاحب شاہجہانپوری (عزیز آباد کراچی)
مکرم مسعود احمد ظفر صاحب 〃
مکرم محمد شفیع صاحب سلیم پوری (سلیم پور سیالکوٹ)

بقیہ: بلا تبصرہ

جنگ سمجھ کر ایک دوسرے کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں۔۔۔۔۔ اقتصادی حوالوں سے بھی ایک گروہ کے طور پر احمدی سب سے زیادہ منظم ہیں۔۔۔۔۔ احمدیوں کا دعویٰ ہے کہ ان کی تبلیغ کی کامیابی کا راز ان کے عمل میں مضمر ہے۔ وہ غیر احمدیوں کے ساتھ ایسے حُسنِ سلوک کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ دُکھی اور مجبور لوگ ان کی طرف کھنچے چلے جا رہے ہیں۔ بدنصیبی کا یہ لمحہ فکریہ مسلمانوں کے لئے انتہائی پریشان کن ہے۔ نوکر شاہی میں ہر چوتھا کردار احمدیت کے پلیٹ فارم پر کھڑا نظر آتا ہے۔ نوکر شاہی میں بہت کم قادیانی ایسے ہیں جو کہ اخلاقی طور پر کردار کی پستی کا اعلان ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ساتھیوں کے دلوں میں احمدیوں کے لئے کوئی نفرت نہیں ہوتی۔" (ہفت روزہ "میڈیا" لاہور ۱۶/۹/۹۴)

بقیہ: طب و صحت

کام میں لا کر ہم علاج سے مستغنی ہو سکتے ہیں۔ پس ہمیں "تہذیب و تمدن" کے نام نہاد جدید طور طریقوں اور بے جا تکلفات سے بچنا ہوگا۔ جو بجائے خود اسراف ہے اور اخلاقی بیماریاں پیدا کرنے کا موجب ہیں۔ اور پھر ان صالح اور سادہ غذاؤں سے صحیح فکر اور اچھے اخلاق و عادات بھی جنم لیں گے۔ کیونکہ یہ بھی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ ہماری غذاؤں کا اثر ہمارے اخلاق و عادات اور روحانیت پر پڑتا ہے۔ (باقی آئندہ)

ذکرِ خیر

محترم ڈاکٹر (ہومیو) احمد حسن صاحب چیمہ گجرات کی وفات

محترم سید رفیق احمد صاحب زعیم انصاراللہ معین الدین پور (گجرات) نے مجلس انصاراللہ کے ایک مخلص اور مستعد رکن کی وفات کی اطلاع دی ہے اور ان کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

محترم ڈاکٹر (ہومیو) احمد حسن صاحب چیمہ آف ڈنگہ مختصر سی علالت کے بعد مورخہ ۹۔نومبر ۱۹۹۴ء کو گجرات میں وفات پا گئے۔ آپ موصی تھے۔ جنازہ ربوہ لایا گیا اور مورخہ ۱۰۔نومبر کو بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔

آپ ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں والد صاحب کی وفات ہو گئی۔ آپ نے اپنی والدہ جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے رفقاء میں سے تھیں کے پاس جسو کی ضلع گجرات میں پرورش پائی۔ میٹرک کے بعد آپ نے فوج میں ملازمت اختیار کی۔ کیپٹن ملک خادم حسین صاحب آپ کی دعوت الی اللہ کا ثمر تھے۔ آپ ایک نڈر اور بے باک داعی الی اللہ تھے۔

آپ ایک لمبے عرصہ تک نائب ناظم ضلع اور نائب ناظم برائے اصلاح وارشاد ضلع گجرات کے طور پر نہایت تندہی اور مستعدی سے کام کرتے رہے۔ آپ مجلس گجرات شہر کے زعیم اعلیٰ بھی رہے اور مجلس انصاراللہ شہر کے حسن کارکردگی میں اوّل آنے پر آپ نے علم انعامی بھی حاصل کیا۔ آپ بڑے عبادت گذار اور نہایت متقی تھے۔ نماز تہجد باقاعدہ ادا کرتے۔ صاحبِ کشف و رویاء تھے۔ یتامیٰ اور بیوگان کی مدد کرتے رہتے۔

آپ کے بیٹے بیٹیاں نہایت مخلص اور خدمتِ دین بجالانے والے ہیں۔ آپ کا ایک بیٹا ڈاکٹر نعیم احمد صاحب گجرات میں ڈینٹسٹ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور بلند درجات سے نوازے۔

نوٹ: ادارہ محترم ڈاکٹر صاحب کے جملہ پسماندگان سے تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اور ان کے صبر جمیل کے لئے دعا گو ہے۔

امراء و صدر صاحبان۔ مربیان و بزرگان سلسلہ نیز سیکرٹریان وقفِ نو کی خدمت میں گذارش

آئیے! رمضان المبارک میں اپنی سجدہ گاہوں کو دعاؤں سے تر کردیں اور کوشش کریں کہ اللہ تعالےٰ اس صدی کو واقفینِ نو کی صدی بنادے۔ (از وکالت وقفِ نو)

بقیہ: روزہ اور اس کا فلسفہ

بند کر دیئے جاتے ہیں ۔ تو ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ جنّت کے سارے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو صرف منفی پہلو نہیں دیکھنا بلکہ مثبت پہلو پر بھی نظر رکھیں ۔ آپ یہ دروازے کھولیں گے تو کھلیں گے ۔ اگر آپ نے اپنے حواسِ خمسہ میں سے ہر ایک حِس کیلئے اس عرصہ میں نیکی کے دروازے نہ کھولے تو آپ جہنم کے دروازے تو بند کر رہے ہونگے لیکن بے مقصد ۔ کیونکہ اس کے بدلے نیکی کا کوئی دروازہ نہیں کھول رہے ہونگے ۔ پس مراد یہ ہے کہ ہر بَدی کے بدلہ ایک خوبی پیدا کی جائے اور ہر بَدصورتی کے بدلہ ایک حُسن پیدا کیا جائے ۔ اور یہ کہ تم مسلسل ۳۰ دن اس جدوجہد میں گذارو کہ تمہاری بَدیاں چھُٹ کر پیچھے رہ جائیں اور تمہاری نیکیاں رمضان کی برکات سے بڑھتے بڑھتے نمایاں ہو کر غیر معمولی چمک کے ساتھ آگے بڑھیں حتیٰ کہ ہر رمضان جو آئے وہ تمہیں پہلے سے بہتر حالت میں پائے ۔ یہی روزہ کا مقصد ہے ۔"

(خطبہ جمعہ ۔ فرمودہ ۳۰ ۔ مئی ۱۹۸۶ء ۔ بحوالہ "خالد" فروری ۱۹۹۳ء صفحہ ۸-۹)

یہ چند قیمتی اور زریں اقوال و ارشادات بیان کئے گئے ہیں جن میں بڑی وضاحت سے روزہ کی حقیقت ۔ فلسفہ ۔ اسکے اغراض و مقاصد بیان کئے گئے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان قیمتی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔ اب پھر روحانی بہار کا ماہ رمضان المبارک اپنی رحمتیں اور برکتیں لے کر آیا ہے ۔ تو ان ایام نو بہار کی روح کو سمجھ کر ان سے فائدہ حاصل کریں ۔ ان معدودِ ایام میں تقویٰ کے اعلیٰ مقام تک رسائی حاصل کریں تاکہ ہم خدا تعالیٰ کی پناہ میں آجائیں اور ہم ہر قسم کے شر سے محفوظ ہو جائیں اور ہر قسم کی خیر سے اپنے دامن بھر لیں ۔

بقیہ: مبارک وہ جواب ایمان لایا

ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کو بطور دعا کے منظوم کیا ۔ الغرض آپ کے شعر و سخن اور نظم و نثر سلسلہ کی مدافعت کیلئے تھے اور بلاشبہ آپ آخرین کے حسّان العصر نظر آتے ہیں ۔ آپ کی شجاعت و غیرت دینی ۔ استقامت و دیانت اور ذوقِ عبادت ، صاف دلی اور حق گوئی ، صلح جوئی اور محبت ، ہمدردئ خلائق ، سادگی و بے تکلفی اور بے لوث خدمت و ایثار وہ بلند پایہ اوصاف ہیں جو احمدیت کی ہر نسل کے لئے مشعل راہ کا کام دیتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر پیر و جواں میں یہ مبارک نقوش پیدا فرما دے ۔ آمین

(ن ۔ خ ۔ ن)

"اعجازِ کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے"

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"خاتم النبیین کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے۔ بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اس لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں۔ اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔ کیونکہ کلامِ الٰہی کے نزول کا قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوتِ قدسی اور کمالِ باطنی اس شخص کا ہوتا ہے جس پر کلامِ الٰہی نازل ہوتا ہے اسی قدر قوت اور شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی اور کمالِ باطنی چونکہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ کا تھا۔ جس سے بڑھ کر کسی انسان کا نہ کبھی ہوا۔ اور نہ آئندہ ہوگا۔ اس لئے قرآن شریف بھی تمام پہلی کتابوں اور صحائف سے اس اعلیٰ مقام اور مرتبہ پر واقع ہوا ہے جہاں تک کوئی دوسرا کلام نہیں پہنچا۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد اور قوتِ قدسی سب سے بڑھی ہوئی تھی اور تمام مقاماتِ کمال آپؐ پر ختم ہو چکے تھے۔ اور آپؐ انتہائی نقطہ پر پہنچے ہوئے تھے۔ اس مقام پر قرآن شریف جو آپؐ پر نازل ہوا کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ اور جیسے نبوت کے کمالات آپؐ پر ختم ہو گئے اسی طرح اعجازِ کلام کے کمالات قرآن شریف پر ختم ہو گئے۔ آپؐ **خاتم النبیین** ٹھہرے اور آپؐ کی کتاب **خاتم الکتب** ٹھہری۔ جس قدر مراتب اور وجوہ اعجازِ کلام کے ہو سکتے ہیں ان سب کے اعتبار سے آپؐ کی کتاب انتہائی نقطہ پر پہنچی ہوئی ہے۔ یعنی کیا باعتبارِ فصاحت و بلاغت۔ کیا باعتبار ترتیب مضامین کیا باعتبارِ تعلیم۔ کیا باعتبارِ کمالاتِ تعلیم۔ کیا باعتبارِ ثمراتِ تعلیم۔ غرض جس پہلو سے دیکھو اسی پہلو سے قرآن شریف کا کمال نظر آتا ہے۔ اور اس کا اعجاز ثابت ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے کسی خاص امر کی نظیر نہیں مانگی بلکہ عام طور پر نظیر طلب کی ہے یعنی جس پہلو سے چاہو مقابلہ کرو۔ خواہ بلحاظ فصاحت و بلاغت۔ خواہ بلحاظ مطالب و مقاصد۔ خواہ بلحاظ تعلیم۔ خواہ بلحاظ پیشگوئیوں اور غیب کے جو قرآن میں موجود ہیں۔ غرض کسی رنگ میں دیکھو یہ معجزہ ہے۔"

(ملفوظاتِ جلد سوم صفحہ ۳۶-۳۷)